احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جولائی 2017ء

حقیقتِ ایمان اور عشقِ الٰہی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

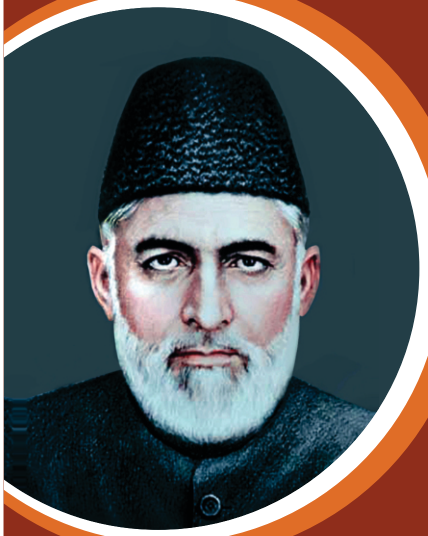

محسنِ تحریک منہاج القرآن

فریدِ ملت ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

داعش: ابتداء اور نظریاتی بنیادیں

قومی وسائل کی حفاظت اور دیانت کے تقاضے

ضربِ امن مہم

Say, No to Terrorism

نظام کی تبدیلی

انقلابی جدوجہد کے 28 سال

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ ساؤتھ افریقہ، ملٹی فیتھ پیس کانفرنس اور متعدد پروگرامز میں شرکت

حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد معراج الاسلامؒ کی یاد میں منعقدہ تعزیتی ریفرنس

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد شمارہ 7 / شوّال ۱۴۳۸ھ / جولائی 2017ء

بفیضان نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیر نگرانی

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر طالب حسین سواگی

ایڈیٹوریل بورڈ

محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی

محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت

صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، خرم نواز گنڈاپور

احمد نواز انجم، جی ایم ملک، تنویر احمد خان

سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی

محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم گرافکس عبدالسلام

خطاطی محمد اکرم قادری عکاسی قاضی محمود الاسلام

حسن ترتیب

اداریہ۔ قومی وسائل کی حفاظت اور دیانت کے تقاضے	چیف ایڈیٹر	3
(القرآن)۔ حقیقتِ ایمان اور عشقِ الٰہی	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
(الفقہ)۔ آپ کے فقہی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	12
داعش: ابتداء اور نظریاتی بنیادیں	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	15
محسنِ تحریک حضرت فرید ملتؒ ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ	سبطِ جمال پٹیالوی	18
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ ساؤتھ افریقہ	خصوصی رپورٹ	23
پاکستان عوامی تحریک کا 28واں یومِ تاسیس	رپورٹ	30
MYL۔ ضربِ امن مہم۔ Say no to terrorism	رپورٹ	34
تعزیتی ریفرنس۔ حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد معراج الاسلامؒ		37

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info

www.facebook.com/minhajulquran

email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس وسالانہ خریداران)

minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/رفقاء)

smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے

سالانہ خریداری: 350 روپے

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

جو جلوتوں میں ملیں خلوتیں اسی کی ہیں
ورائے ارض و سما وسعتیں اسی کی ہیں

بپا ہے خلق کی پہنائیوں میں ذکر اس کا
محیطِ کون و مکاں محفلیں اسی کی ہیں

وہی تو ہے جو رگِ گل میں نوکِ خاک میں ہے
بہار ہو یا خزاں سب رُتیں اسی کی ہیں

خیالِ نحل میں گفتارِ نمل میں بھی وہی
صفا ہو یا کہ طویٰ آیتیں اسی کی ہیں

مجھے وہ ورطۂ شرمندگی میں ملتا ہے
یہ چشمِ نم، یہ لقاء، نعمتیں اسی کی ہیں

میں غرقِ حبِ نبیؐ رہ کے جاؤں دنیا سے
سرورِ حرفِ دعا بخششیں اسی کی ہیں

﴿شیخ عبدالعزیز دباغ﴾

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

کیوں پریشاں ہو مسلماں، آپؐ کے ہوتے ہوئے
رحمتِ حق بھی فراواں، آپؐ کے ہوتے ہوئے

مشکلیں کافور ہوں دنیا میں صدقے آپؐ کے
آخرت بھی ہوگی آساں، آپؐ کے ہوتے ہوئے

آپ ہیں شاہِ دو عالم، آپ مختارِ جہاں
کیا ہیں یہ دنیا کے سلطاں، آپؐ کے ہوتے ہوئے

کس طرح پوچھیں گے آقا، قبر میں منکر نکیر
مجھ سے میرا دین و ایماں، آپؐ کے ہوتے ہوئے

ہم گنہگاروں پہ ہوگا اے شفیع المذنبینؐ
سخت کیوں محشر کا میداں، آپؐ کے ہوتے ہوئے

آپ کا تو آہی جانا، بخششوں کی ہے نوید
کیوں نہ بھاری ہوگا میزاں، آپؐ کے ہوتے ہوئے

پُل صراط و حشر کی سب منزلیں ہوں گی عبور
کیوں وہاں بھی ہوں پریشاں، آپؐ کے ہوتے ہوئے

بے دھڑک جائیں گے جنت میں جو شیدا آپؐ کے
کیوں انہیں روکے گا رضواں، آپؐ کے ہوتے ہوئے

کوئی بھی مشکل ہو ہمدآنی پکارے آپؐ کو
مشکلیں ہوں کیوں نہ آساں، آپؐ کے ہوتے ہوئے

(انجینئر اشفاق حسین ہمدآنی)

اداریہ

قومی وسائل کی حفاظت اور دیانت کے تقاضے

قومی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور استعمال بدعنوانی اور کرپشن کی ایک بدترین شکل ہے۔ آئین پاکستان اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود کو فروغ دیا جائے گا، معاشرتی انصاف کا فروغ اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ کیا جائے گا، قومی زندگی میں خواتین اور کمزور طبقات کی قومی ترقی کے دھارے میں شمولیت و شرکت کو یقینی بنایا جائے گا۔ ان تمام حقوق کے تحفظ کے لئے قومی وسائل بروئے کار آتے ہیں اور عوامی فلاح و بہبود کے جملہ منصوبہ جات کی نشاندہی اور عملدرآمد بذریعہ بجٹ ہوتا ہے، آئین کے آرٹیکل 80 کے تحت حکومت ہر مالی سال کی بابت آمدنی اور اخراجات کا کیفیت نامہ قومی اسمبلی میں پیش کرنے اور پھر اس کی منظوری حاصل کرنے کی پابند ہے۔ اس ضمن میں حکومتیں جو پیسہ استعمال کرتی ہیں اس کی پائی پائی قوم کی امانت ہے۔ نظام مملکت، حکمرانوں کے ملکی، غیر ملکی دورے، ترقیاتی امور جملہ اخراجات عوام کے خون پسینے کی کمائی کے جمع شدہ ٹیکسوں کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ دیانت اور امانت کا تقاضا ہے کہ قومی دولت کی پائی پائی پھونک پھونک کر خرچ کی جائے اور انہیں ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ مگر افسوس یہاں آئین اور قوانین کو شخصی مفادات کے تحفظ کے لئے استعمال کرنے کی غیر آئینی روش جڑیں پکڑ چکی ہے، قومی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور استعمال بھی ان برائیوں میں سے ایک ہے۔ بظاہر تو اخراجات اور آمدن کے اعداد و شمار کی منظوری اسمبلی سے لی جاتی ہے مگر یہ ایک رسمی کارروائی بن چکی ہے۔ بجٹ کی منظوری کی رسمی کارروائی کے بعد قومی دولت فرد واحد کے صوابدیدی فنڈز میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔

وفاقی حکومت اور چاروں صوبائی حکومتیں اپنے اپنے بجٹ پیش کرچکی ہیں۔ روایت کے مطابق تمام حکومتوں نے سالانہ مالی گوشواروں کو عوام دوست، مزدور دوست، کسان دوست قرار دیا۔ اگر حکومتی دعوؤں، اعلانات اور اعداد و شمار پر یقین کرلیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ بہت جلد ہر طرف دودھ اور شہد کی نہریں بہنا شروع ہوجائیں گی، ڈیمز، دریا، نہریں پانی سے بھر جائیں گی۔ کھیت سونا اگلنا شروع کردیں گے، سستی بجلی، روزگار، انصاف عام ہوگا اور پوری دنیا کی لیبر کا رخ پاکستان کی طرف ہوجائے گا۔ یہی امیدیں ہر سال بجٹ پیش کئے جانے کے موقع پر بنتی اور ٹوٹتی ہیں مگر ملک، عوام، اداروں کی حالت بدلی اور نہ ہی اس نظام کے تحت بدلنے کی کوئی آس امید بچی ہے۔ حکومتی اعداد و شمار اور اعلانات کا احاطہ چند سطور میں اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ آمدن کے حوالے سے ہر سال اعداد و شمار فرضی پیش کئے جاتے ہیں۔ ترقیاتی بجٹ کے بڑے حصے کا انحصار غیر ملکی قرضوں پر ہوتا ہے اور پھر بھاری سود کی ادائیگی کے لئے ہر ماہ بجلی گیس ٹیلی فون کے بل اور اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں بے دھڑک اور بے تحاشا اضافہ کرکے کم آمدنی والے کروڑوں خاندانوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا جاتا ہے، اس وقت سود کی ادائیگی کا بجٹ دفاع اور ترقیاتی بجٹ سے بڑھ چکا ہے۔ رواں سال 1367 ارب روپے حکومت پاکستان نے سود کی مد میں ادا کرنے ہیں جبکہ ترقیاتی بجٹ 1 ہزار ارب اور دفاع کا بجٹ 920 ارب ہے، جو غریب ملک ہر سال 1 ہزار ارب سے زیادہ رقم سود کی مد میں ادا کررہا ہو وہاں تعلیم، صحت کے شعبے بالکل اسی حالت میں ہوتے ہیں جیسے ہمارے ہاں ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد سے لے کر تا حال عوام کی حالت زار بہتر بنانے کے نام پر کم و بیش 70 بجٹ پیش کئے جاچکے مگر زمینی حقائق بتاتے ہیں کہ ہسپتالوں میں غریب مریض کو دوائی کی جگہ دھکے ملتے ہیں، ایک ایک بیڈ پر دو دو مریض لٹائے جاتے ہیں، طبی آلات کا فقدان باقاعدہ بحران کی شکل

اختیار کر چکا ہے۔ ڈاکٹر، نرسز اور پیرامیڈیکل سٹاف آئے روز سٹرائیک پر ہوتے ہیں۔ رہی سہی کسر کرپشن اور اقرباء پروری نے نکال رکھی ہے۔ تعلیمی شعبہ کے حالات اس سے مختلف نہیں ہیں۔ آج والدین اس بات پر پریشان ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو معیاری عصری تعلیم کے لئے کس سکول میں داخل کروائیں؟ سرکاری سکولوں کی حالت زار اس حد تک ابتر ہے کہ کم آمدنی والے خاندان بھی سرکاری سکولوں کا رخ کرتے گھبراتے ہیں جبکہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسیں ان کی بساط سے باہر ہیں۔ تعلیمی شعبے میں ناکامیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اب سرکاری سکولوں کو پرائیویٹ سیکٹر کے حوالے کیا جارہا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا سوال ہے اس پر قومی مباحثہ کی ضرورت ہے۔ اگر حکومتیں تعلیم اور صحت کے شعبے ٹھیک کردیتیں تو عام آدمی کے 70 فیصد مسائل حل ہوچکے ہوتے مگر افسوس حکومتوں اور حکمرانوں کے مجرمانہ معاشی انتظامی برتاؤ کے باعث پاکستان میں تعلیم اور صحت جیسے انسانی بہبود کے شعبے منافع بخش انڈسٹری میں تبدیل ہوچکے ہیں۔ دونوں انسانی بنیادی ضرورتیں، تعلیم اور صحت نے 21 کروڑ عوام کو اذیت ناک حالات سے دوچار رکھا ہے۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں صورت حال تو انتہائی ناگفتہ بہ ہوچکی ہے۔ 2009ء میں ایک پالیسی طے کی گئی تھی کہ چاروں صوبائی حکومتیں تعلیم کی مد میں سالانہ کم از کم 1350 ارب خرچ کریں گی جس پر 8 سال بعد بھی عمل نہیں ہوا۔ بجٹ کے حوالے سے دوسرا قابل ذکر پہلو زراعت کا ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے، 70 فیصد آبادی دیہات میں رہائش پذیر ہے اور غالب اکثریت کی گزر بسر زراعت پر ہے مگر اشرافیہ کی حکومت میں کسانوں کا جینا محال ہوچکا ہے۔ مہنگی کھادیں، مہنگے بیج، مہنگے ڈیزل، بجلی کے ساتھ پیدا کیا جانے والا اناج لے کر جب کسان مارکیٹ جاتا ہے تو اس کی پیداواری لاگت بھی پوری نہیں ہوتی۔ امسال بجٹ اعلان سے قبل پارلیمنٹ کے سامنے پرامن احتجاج کرنے والے کسانوں پر تشدد کرکے حکومت نے نازی ازم کا مظاہرہ کیا، کسانوں نے حکمرانوں کے سیاسی پیکج مسترد کردیئے ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ زرعی آلات کو جی ایس ٹی سے استثنیٰ دیا جائے۔ حکومت کی کسان دشمن پالیسیوں کے باعث 21 کروڑ عوام کے لئے غلہ پیدا کرنے والے کاشتکاروں کے بچے بھوکے مر رہے ہیں، انہیں معیاری تعلیم میسر ہے نہ صحت کی بنیادی سہولتیں۔ قرضے لے کر موٹرویز، اورنج ٹرینیں بنانا ایک انسانیت دشمن رویہ ہے۔ جہاں لوگ صاف پانی، بجلی اور روٹی کے ستے نوالے کو ترس رہے ہوں وہاں ادھار لیکر فینسی منصوبوں پر کھربوں روپے لوٹانا اصراف اور بے حسی ہے۔ پاکستان کا اس وقت سب سے بڑا اقتصادی مسئلہ کشکول ہے، کشکول اٹھانے کی لت نے قومی غیرت گروی رکھ دی۔ اس وقت پاکستان اپنی جی ڈی پی کا 65 فیصد قرضہ لے چکا ہے اور بتدریج اس میں اضافہ ہورہا ہے۔ جون 2015ء تک پاکستان کے ذمہ واجب الادا قرضہ 65 ارب ڈالر تھا، جون 2016ء تک بڑھ کر 73 ارب ڈالر ہوگیا اور جون 2017ء تک قرضہ کا حجم 79 ارب ڈالر ہوچکا ہے۔ اسی طرح اندرونی قرضہ بھی بڑھ رہا ہے۔ حکومت 60 ہزار ارب سے زائد قرضہ اندرونی بنکوں سے لے چکی ہے۔ اگر قرضے لینے کی یہی رفتار رہی تو 2018ء تک پاکستان کے ذمہ واجب الادا قرضوں کا حجم 90 ارب ڈالر سے تجاوز کر جائے گا۔ قرضے لے کر ملکی وقار گروی رکھ کر سڑکیں اور پُل بنانا احمقانہ سوچ اور اپروچ ہے۔ حکمران اس رویے سے قوم کے مستقبل کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔ شاعر مشرق حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے کہا تھا کہ

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سردارا

چیف ایڈیٹر

حقیقتِ ایمان اور عشقِ الٰہی

”اللہ تعالیٰ ایمان کو ہمارے دلوں کی زینت دیکھنا چاہتا ہے“

ایمان کیا ہے؟ نسبت کیا ہے؟ زندگی موت کی حقیقت کیا ہے؟

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا عشقِ الٰہی، عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا ایمان افروز خصوصی خطاب☆

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین / محمد خلیق عامر

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَلٰـكِنَّ اللهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ. (الحجرات، ۴۹: ۷)

”لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت عطا فرمائی اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ فرما دیا“۔

اس آیت کریمہ سے دو چیزیں واضح ہو رہی ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو ہمارے لیے محبوب کیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ایمان کو ہمارے دلوں کی زینت دیکھنا چاہتا ہے۔

گویا ایمان ایک ایسی عظیم حقیقت ہے جس سے محبت کرنی چاہیے۔ افسوس! ہم نے ایمان کو ایک رسم بنا دیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اسے حقیقت اور ہمارے دلوں کی زینت دیکھنا چاہتا ہے تاکہ ہمارے دل ایمان سے محبت کریں اور اُس کی حلاوت سے مزین ہو جائیں۔

ایمان کیا ہے؟

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس ایمان کو ہمارے لئے محبوب کیا اور جسے وہ ہمارے دلوں میں مزین دیکھنا چاہتا ہے، اُس ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ آیئے! ایمان کی حقیقت کو سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی زبانی سنتے ہیں۔ آپ ؓ نے فرمایا:

اَلْاِيْمَانُ شَجَرَةٌ أَصْلُهَا الْيَقِيْنُ وَفَرْعُهَا التُّقٰى.

”ایمان ایک درخت ہے۔ اس شجرِ ایمان کی جڑ یقین ہے اور اس کی شاخ تقویٰ ہے“۔

شجرِ ایمان کی جڑ تو یقین ہے مگر یہ صرف جڑ سے ہی پھلتا پھولتا نہیں بلکہ اس جڑ کو پانی بھی درکار ہے۔ ایمان کے درخت کی جڑ عشق و محبت کے پانی کا مطالبہ کرتی ہے تب ہی یقین کا تنا بنتا ہے، شجرِ ایمان تناور ہوتا ہے اور اس کی افزائش و بڑھوتری کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جس طرح صحابہ کرامؓ کی لحہ بہ لحہ، روز بروز اور مجلس بہ مجلس تربیت ہوتی تھی، یہی اسلوب آج بھی شجرِ ایمان کو تر و تازہ رکھنے کے لئے ناگزیر ہے۔ شجرِ ایمان قلب کی زمین میں یقین کی جڑ کے ساتھ تب ہی اگتا ہے جب اس کو عشقِ الٰہی اور محبتِ رسول ﷺ کا پانی ملے گا۔

عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ کہنے کو تو دو ہیں لیکن حقیقت میں ایک ہیں۔ اس کی مثال اس موتی کی سی ہے جسے جس رُخ سے بھی دیکھیں تو ہر سمت و رُخ سے اس کا الگ الگ رنگ جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں سے سبز دکھائی دیتا ہے، کہیں سے سرخ، کہیں سے نیلا تو کہیں سے کسی اور رنگ کی جھلک نظر آتی ہے۔

اسی طرح کا منظر ہم قوسِ قزح میں بھی دیکھتے ہیں۔ پانی کے قطرے سے جب شعاع گزرتی ہے تو سات رنگ دکھاتی

☆ (CD#2251، تاریخ: 15 جولائی 2015ء)

ہے۔ قطرہ ایک ہوتا ہے، اس کا اپنا الگ کوئی رنگ نہیں، خود بے رنگ ہے مگر وہ بے رنگ کئی رنگ پیدا کر دیتا ہے۔ سو ایمان بھی اسی طرح ہے کہ جب شجرِ ایمان کو عشق و محبت کا پانی ملتا ہے تو اس کی الگ الگ کیفیات وارد ہوتی ہیں۔

روحانی کیفیات کا حصول کیونکر ممکن ہے؟

اللہ رب العزت نے بندوں کے اندر الگ الگ ذوق اور استعدادیں رکھی ہیں۔ کسی شخص کو وضو سے روحانی کیفیت ملتی ہے، کسی کو تلاوت قرآن سے ایک خاص ذوق نصیب ہوتا ہے، کوئی نعتِ رسولِ مقبول میں حلاوت محسوس کرتا ہے۔ الغرض مختلف افراد مختلف اشیاء سے روحانی کیف حاصل کرتے ہیں۔ جس شخص کو محض وضو کرنے سے روحانی کیفیت نصیب ہوتی ہے، اگر اس کا وضو نہیں ہوتا تو وہ بے چینی محسوس کرتا ہے، جونہی وضو کر لیتا ہے تو اس کو ایک قرار آ جاتا ہے۔ وہ لوگ اس بات کو آسانی سے سمجھیں گے جو کبھی بے احتیاطی سے کچھ وقت بے وضو گزارتے ہیں، انہیں اندازہ ہوگا کہ اُن پر کچھ دیر کے لئے بھی بے وضو رہنا کس قدر گراں گزرتا ہے۔

مومن کو کبھی بے وضو نہیں رہنا چاہیے۔ وہ وقت، وقت ہی نہیں ہے جو بغیر وضو کے گزرے۔ آپ کو بھی ہمیشہ یہ تلقین و تاکید کرتا ہوں کہ ہر وقت وضو سے رہیں۔ اس لئے کہ یہ عمل روحانی کیفیات کا حامل ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ نماز کا وقت آئے تو وضو کریں بلکہ ہر وقت وضو کے ساتھ رہیں۔

جو لوگ دائمی وضو کے ساتھ رہتے ہیں، اُن کو ایک روحانی کیفیت اور حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ بغیر وضو کے رہنا ان کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہوتا ہے حالانکہ وضو کے ذریعے جسم کے اندر کوئی چیز داخل (Inject) تو نہیں کی جاتی۔ بس جسم کے کچھ اعضا کو پانی سے دھوتے ہیں۔ ان اعضاء کو ایک غیر مسلم بھی دھوتا ہے اور مسلم بھی دھوتا ہے پھر بے وضو رہنا بے قرار کیوں کر دیتا ہے؟

اگر ہمہ وقت ہر ایک کو وضو سے رہنے کا تجربہ نہ ہو تو اس بات کو غسل کرنے کے حوالے سے دیکھیں۔ بغیر غسل کے ایک دو دن گزرے ہوں تو ہماری جسمانی کیفیت تو ایک ہوگی مگر روحانی و قلبی کیفیت مختلف ہوگی۔ باطن کے اندر فرحت اور ہلکا پن بھی محسوس نہیں ہوتا مگر جب غسل کرتے ہیں تو تب طبیعت کے اندر ایک ہلکا پن آتا ہے۔ حالانکہ پانی اور صابن نے جسم کے ظاہر کو صاف کیا ہے، اِس سے معلوم ہوا کہ ظاہر جسم کی طہارت باطن میں بھی طہارت کی ایک کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح جب وضو کرتے ہیں تو یہ اُس سے حاصل ہونیوالی طہارت باطن کی طہارت کا سبب بھی بنتی ہے۔

وضو کے ساتھ ایک نور پیدا ہوتا ہے۔ آقا ﷺ سے کسی نے پوچھا آپ ﷺ قیامت کے دن اپنے امتیوں کو کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا: ان کے وضو کے مقامات سے پہچانوں گا کہ ان جگہوں سے نور نکل رہا ہوگا۔

(أحمد بن حنبل، المسند، ۴/۲۰۷، رقم/۸۶۶)

معلوم ہوا کہ وضو سے نور پیدا ہوتا ہے۔ وضو سے پیدا ہونے والے اس نور کی شعاعیں صرف ظاہر کو ہی روشن نہیں کرتیں بلکہ وہ نور باطن میں بھی اترتا ہے۔ جب مَن کے اندر یہ نور اترتا ہے تو اس سے ایک ہلکا پن، لطافت، راحت اور فرحت پیدا ہوتی ہے۔ یہ کیفیت بوجھ کو ہلکا کر کے طبیعت میں یکسوئی پیدا کرتی ہے۔ پس کئی لوگوں کو طہارت کے ذریعے ایک ایسی کیفیت ملتی ہے جو کسی اور عمل کے ذریعے نصیب نہیں ہوتی۔

کئی لوگ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو تلاوت سے ان کو ایسا کیف اور سرور ملتا ہے کہ کسی اور عمل سے انہیں وہ کیف و سرور نصیب نہیں ہوتا، کچھ لوگوں کو آقا علیہ السلام کی نعت سننے میں وہ کیف و سرور اور لذت ملتی ہے جو کسی اور عمل میں نہیں ملتی، کچھ لوگوں کو نماز میں یہی کیفیت ملتی ہے، کچھ لوگوں کو حلقۂ ذکر میں یہ ذوق ملتا ہے، کچھ لوگوں کو صدقات و خیرات میں یہ کیفیت ملتی ہے، کچھ لوگوں کو حج، عمرہ اور زیارتِ کعبہ میں لطف محسوس ہوتا

ہے تو کسی کو گنبد خضریٰ دیکھنے سے خاص راحت محسوس ہوتی ہے۔ یہ ساری چیزیں اسی طرح ہیں جس طرح کہ قوس قزح میں قطرہ ایک ہے مگر سات رنگوں کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ ایمان کا نور ایک ہے مگر ہر کسی کو اس کی استعداد کے مطابق کیف دیتا ہے۔

یہ ساری چیزیں دراصل ایمان کی شعاعیں ہیں۔ بندے کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح کی روحانی استعداد، روحانی ملکہ اور روحانی کیفیت دی ہے اگر باہر کا عمل اور اندر کی روحانی استعداد و ملکہ ایک جیسے ہوجائیں، اِن کے درمیان باہمی مطابقت ہو جیسے positive اور Negative کرنٹ مل جائیں تو بلب روشن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح باہر کے عمل اور اندر کے ملکہ اور استعداد دونوں کا مزاج مل جائے تو بندے کو اللہ کے ساتھ ایک نسبت نصیب ہو جاتی ہے۔

نسبت کیا ہے اور عمل کب فائدہ دے گا؟

اللہ کے ساتھ روحانی تعلق کے پیدا ہونے کا ملکہ و کیفیت نسبت کہلاتا ہے۔ نسبت کی سات قسمیں ہیں:

کسی کو توحید سے ایسا نشہ اور اللہ کے ذکر سے ایسا کیف آتا ہے کہ وہ مجنوں اور دیوانہ ہو جاتا ہے، کسی کو آقا علیہ السلام کے حسن و جمال اور تذکرے سے وہ کیف ملتا ہے کہ وہ حضرت اویس قرنیؓ کی طرح دیوانگی محسوس کرتا ہے، کسی کے لیے کوئی عمل کیف کا باعث اور کسی کے لیے کوئی عمل حلاوت کا سبب ہے۔ سمجھانا مقصود یہ ہے کہ یہ تمام محبتیں ایک ہیں خواہ محبت قرآن سے ہو یا نعت رسول ﷺ سے، کعبۃ اللہ سے ہو یا روضہ رسول ﷺ سے، تمام کی حقیقت ایک ہے مگر رنگ جدا جدا ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے طبیعتیں، ملکات اور استعدادات الگ رکھی ہیں، اسی طرح تمام لوگوں کو ایک ہی جیسا عمل کیف و حلاوت نہیں دیتا بلکہ مختلف اَعمال مختلف کیفیات پیدا کرتے ہیں۔ باہر کا عمل جب اندر کی استعداد و مزاج سے جڑ جائے تو مَن کی بند کلی کھل جاتی ہے، ایسے انفتاح ہوتا ہے۔ جیسے فجر پھوٹتی ہے، اسی طرح دل کے مطلع پر بھی ایمان کی فجر پھوٹتی ہے۔

مگر اس کے لیے محبت کا پانی چاہیے۔ اگر طبیعت خشک ہے تو اسے کوئی عمل فائدہ نہیں دے گا۔ سب سے پہلے اسے خشکی کا علاج کرانا چاہیے۔ خشکی کا علاج ظاہری عمل میں نہیں بلکہ محبت میں ہے۔ عشق خشکی کا علاج کرتا ہے، عشق طبیعتوں سے خشکی نکال کر روحانی نمی دیتا ہے، محبت وعشق کا پانی جب طبیعت کی جڑ کو ملتا ہے تو پھر یقین اور تعلقِ الٰہی کا پودا پھوٹتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ بڑھتے بڑھتے تنا ور درخت بن جاتا ہے۔

شجرِ ایمان کی شاخیں اور ان کی ہریالی

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

''ایمان کے درخت کی شاخیں تقویٰ ہیں''۔

خالی شاخیں کوئی معنی نہیں رکھتیں اگر درخت کی شاخیں نکل آئیں اور اس کے اوپر پتے اور ہریالی نہ ہو تو سائے کے لیے اس درخت کے نیچے کوئی نہیں بیٹھتا۔ لہٰذا ایمان کی شاخیں تقویٰ سے ہری بھری رہتی ہیں۔ ان شاخوں پر اللہ کی اطاعت کی ہریالی آتی ہے۔ نیک اعمال اصل میں تقویٰ کے پتے اور ہریالی ہیں۔ طاعتوں اور حسنات سے ایمان کا درخت ہرابھرا ہوتا ہے۔ اگر زندگی میں نیک اعمال، نیک اخلاق اور نیک معاملات پیدا نہ کریں تو ایمان کے درخت پر ہریالی نہیں آتی۔ ایمان کا درخت قائم تو رہتا ہے مگر ہریالی نہیں آتی، وہ بے ثمر ہوتا ہے۔ پھل تو دور کی بات اس کا تو سایہ بھی نہیں ہوتا، ایسے بے سایہ درخت کے نیچے کوئی نہیں آتا۔

لوگو! دل کی زمین پر ایمان کا درخت اگاؤ۔ محبت کے پانی سے یقین کا تنا مضبوط کرو۔ پھر تقویٰ کی شاخیں اگاؤ اور اس پر اللہ کی اطاعت، عبادات، اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی ہریالی لاؤ، جب ہریالی آ جائے تو آخری مرحلہ پر

پھل لگتا ہے۔ ایمان کے درخت کا پھل اللہ کی معرفت ہے۔ اس طرح جڑ سے لے کر پھلوں تک کا نظام مکمل ہوتا ہے۔ اس مکمل نظام کی جڑ اور اصل ''یقین'' ہے۔

''یقین'' کی اصل کیا ہے؟

سوال یہ ہے کہ اگر شجرِ ایمان کی اصل اور جڑ ''یقین'' ہے تو پھر اس ''یقین'' کی اصل کیا ہے؟ یہ کیسے پیدا ہوگا؟

یاد رکھیں! یقین پیدا کرنے کے لے ایک مسلسل مشق اور ریاضت درکار ہے۔ یقین کی مشق کے لیے اللہ کے امر کے سامنے حسنِ تسلیم مطلوب ہے۔ حسنِ تسلیم یہ ہے کہ بندہ اپنے کسی عمل کے نتیجہ پر نظر نہ رکھے۔ اس مقام پر بندہ نہ مال کو دیکھتا ہے اور نہ مآل کو دیکھتا ہے۔ مال کو نہ دیکھنے کا مطلب ہے دنیوی ثمر کو نہیں دیکھتا کہ مجھے اس عمل سے دنیا ملی یا نہ ملی۔ مآل کو نہ دیکھنے کا مطلب ہے کہ وہ اس عمل کے اخروی اجر کو بھی نہیں دیکھتا کہ اس عمل سے جنت ملی یا نہ ملی، کیا درجہ ملے گا؟ اگر عمل کیا اور درجے پر نگاہ رکھی تو شرکِ خفی ہوگیا۔ اس لئے کہ عمل کرنا تو اللہ کے لیے تھا مگر آپ درجے کے لیے کر رہے ہیں۔ لہٰذا ''یقین'' کی اصل ''حُسنِ تسلیم'' کو اپنانے کی ضرورت ہے اور حُسنِ تسلیم ایک مسلسل مشق سے پیدا ہوتا ہے۔

جوانی کے دور میں ہم نے اپنے دوستوں اور ہم مزاج افراد کے حلقات بنائے ہوئے تھے۔ میرے حلقے میں شامل ہونے کے لیے شرط تھی کہ تہجد کی پابندی ضروری ہوگی۔ ہم صبح تہجد کے وقت بیدار ہوتے۔ فجر کی نماز کے بعد باقاعدہ ورزش کرتے۔ بتانا مقصود یہ ہے کہ نوجوانوں کو اس طرح کی مثبت سرگرمیوں اور عادات پر لگاتا تھا۔ منہاج القرآن سے وابستہ نوجوان اِس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ جو بننا ہے اس کے لئے یہی نوجوانی کی عمر ہے۔ اس عمر میں جتنی تیزی سے پرواز ہوتی ہے، بعد ازاں اس طرح نہیں ہوسکتی۔ جب جسم ڈھل جاتا ہے تو پرواز کی وہ سکت نہیں رہتی۔ نوجوانی کی عمر اللہ کی نعمت ہے لہٰذا نوجوان اس عمر میں مثبت رویے اور احسن معمولات کو عادت بنائیں۔

اپنے اندر یقین کی اصل یعنی حسنِ تسلیم پیدا کرنے کے لئے ابھی سے محنت و مجاہدہ کریں، ریاضت و مشق کریں۔ منہاج القرآن دراصل عشق کا بازار ہے۔ اس سے سودا لیں اور عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ کے سوداگر بن جائیں، اپنے اندر حسنِ تسلیم پیدا کریں۔

ہم سال میں دو بازار لگاتے ہیں۔ ایک بازار ربیع الاول میں عشقِ مصطفی ﷺ کے عنوان سے سجتا ہے اور دوسرا بازار دس دنوں کے لیے رمضان المبارک میں عشقِ الٰہی (اعتکاف) کے عنوان سے لگتا ہے۔ اس بازار میں خریداروں کو صدائے عام ہوتی ہے کہ جو آئے سودا خرید لے۔ عشقِ الٰہی کے اس بازار میں دوکانیں سجتی ہیں۔ جو یہاں سے سودا خریدے گا، وہ اسے جنت کے اس بازار میں کام آئے گا جسے حدیث مبارکہ میں سوق الجنة سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ جس کا جی چاہے یہ سودا لے لے، مگر جس کو پسند نہ آئے وہ برا بھلا نہ کہے۔ سودا اچھا نہیں ہے تو وہ ہمیں واپس دے جائے۔

ایک سال اسی طور طریقے سے جو میں نے سمجھائے ہیں اللہ سے عشق کر کے دیکھیں، آقا علیہ السلام سے عشق کر کے دیکھیں تو ممکن ہی نہیں کہ فرق نہ پڑے اور کیفیات و حلاوت نصیب نہ ہوں۔ رات کے اندھیرے چھا جائیں تو کچھ وقت مصلے پر گزاریں اور اللہ کے عشق اور دیدار میں روئیں، اس سے بخشش اور اس کی قربت کے لیے روئیں، اگر طبیعت عشق رسول ﷺ سے کیف پائے تو عشق رسول ﷺ میں روئیں۔ پس شجرِ ایمان کی جڑ یقین ہے اور ''یقین'' کو عشق و محبت کا پانی میسر آئے تو یہ درخت ہرا بھرا رہتا ہے اور پھل دیتا ہے۔

عشق اول، عشق آخر، عشق کُل
عشق شاخ و عشق نخل و عشق گُل

حقیقتِ ایمان

سیدنا امام باقرؓ نے فرمایا:

لَا یَبْلُغُ أَحَدُکُمْ حَقِیْقَةَ الْإِیْمَانِ حَتّٰی یَکُوْنَ فِیْهِ ثَلَاثُ خِصَالٍ. حَتّٰی یَکُوْنَ الْمَوْتُ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنَ الْحَیَاةِ. وَالْفَقْرُ أَحَبُّ إِلَیْهِ مِنَ الْغِنٰی. وَالْمَرَضُ أَحَبُّ إِلَیْهِ مِنَ الصِّحَّةِ.

’’ایمان کی حقیقت تین خوبیاں پیدا کئے بغیر نہیں ملتی۔ جب تک موت زندگی سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔ بھوک و افلاس کو خوشحالی سے زیادہ عزیز جانے۔ مرض (بیماری) کوصحت پر محبوب جانے‘‘۔

آیئے! اِن تینوں امور کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں:

ا۔موت کا زندگی سے زیادہ محبوب ہوجانا

اہلِ عشق اور اہلِ عقل کے ہاں موت اور زندگی کی تعریفیں جدا جدا ہیں۔ ہم اس وقت مرحلۂ حیات میں ہیں، موت بعد میں آنی ہے مگر قرآن جب دونوں کا ذکر کرتا ہے تو موت کو پہلے بیان کرتا ہے اور حیات کا ذکر بعد میں کرتا ہے۔ اس سے مقصود یہ بتانا ہے مومن وہ ہے جو موت کو پہلے رکھے اور حیات کو پیچھے رکھے۔ ارشاد فرمایا:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا. (الملک، ۶۷: ۲)

’’جس نے موت اور زندگی کو (اِس لیے) پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے‘‘۔

پرکھنا تو عمل کو ہے اور عمل زندگی میں ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ جس کو پرکھا جا رہا ہے اس کا ذکر پہلے اور جس میں اجر ملے گا یعنی موت تو اُس کا ذکر بعد میں ہو مگر یہاں الگ اسلوب اختیار فرمایا کہ پرکھا زندگی میں جانا ہے مگر زندگی کا ذکر بعد میں آیا اور موت کا ذکر پہلے فرمایا۔ اس لئے کہ حقیقتِ ایمان یہ ہے کہ موت، زندگی سے محبوب ہو جائے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اہلِ عشق کے ہاں زندگی اور موت میں فرق ہے۔ زندگی فراق کا نام ہے اور موت وصال کا نام ہے۔ ہم اس وقت بچھڑے ہوئے ہیں۔ وہ بچھڑنا اور فراق جس کے ذکر سے مولانا روم نے اپنی مثنوی کا آغاز کیا کہ اس بانسری کو سنو! یہ کیوں روتی ہے؟

فرماتے ہیں کہ یہ بانسری جب سے بانس کی لکڑی سے بچھڑی ہے، جب سے تنے سے کاٹی گئی ہے، اپنی اصل سے جدا ہوئی ہے، تب سے رو رہی ہے۔ یہ تلاش کرتی ہے کہ کوئی دل ایسا ملے جو ہجر اور فراق کی چھری سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہو تو اس کو اپنا دکھڑا سنائے۔

کـــی حـــال ســـنـــاواں دل دا
کـــوئـــی مـــحـــرم راز نـــہ مـــلـــدا

اہلِ عشق موت کو اس لیے پسند کرتے ہیں کہ موت میں وصال ہے، موت میں حجاب اٹھے گا، موت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ دونوں کے دیدار ہوں گے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔ اس لئے وہ موت کو پسند کرتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ جب مومن کی روح نکلے گی تو سب سے پہلے اللہ کے حضور عرش الٰہی پر لے جائی جائے گی۔ کسی کی روح کو سیکڑوں اور کسی کی روح کو ہزاروں ملائکہ ایک جلوس میں لے کر عرشِ الٰہی پر پیش ہوں گے۔ بارگاہ الٰہی میں التجا ہوگی کہ باری تعالیٰ! تیرے مومن بندے کی روح حاضر ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ

’’روح وہاں پیش ہوگی، اس موقع پر وہ دیدار الٰہی سے بہرہ یاب ہوگی اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجائے گی۔ پھر حکم ہوگا کہ اب اسے قبر میں لے جایا جائے‘‘۔

قبر میں اُسے ملائکہ سوالات کے لیے اٹھائیں گے۔ سوال ہوگا:

مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِي حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

(بخاری، الصحیح کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، ۴۴۸/۱، رقم/۱۲۷۳)

اسی موقع پر آقا علیہ السلام کا اُسے بے حجاب دیدار ہوگا۔ عمر بھر مومن عاشق ترستا رہا تھا کہ حضور ﷺ کا دیدار ہوجائے، عمر بھر وظیفے کرتا تھا کہ خواب میں ہی دیدار ہو

جائے۔ قبر کی پہلی شام اُسے خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں آقاﷺ کا دیدار ہوگا۔ پوچھا جائے گا ان کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ یہ دیدار بھی موت سے متعلق ہے اور اللہ کی بارگاہ کا دیدار بھی موت سے متعلق ہے۔ اس لیے فرمایا: جس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا وہ موت کو ان دیداروں کی وجہ سے محبوب رکھتا ہے۔

زندگی اور موت کی حقیقت

ان عشاق کے نزدیک زندگی تو جدائی اور ہجر و فراق کے دن ہیں۔ موت ختم ہوجانے کا نام نہیں۔ موت سے بندہ فنا نہیں ہوتا۔ اُسی طرح جیسے پیدائش سے بندہ شروع نہیں ہوتا، اس لئے کہ پیدائش انسان کی ابتدا نہیں ہے۔قرآن میں ہے کہ

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًاo (الدهر، ٧٦: ١)

’’بے شک انسان پر زمانے کا ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے کہ وہ کوئی قابلِ ذِکر چیز ہی نہ تھا‘‘۔

وہ شئی مذکور نہ تھا مگر موجود تو تھا، اسی لیے تو اسے نام دیا جارہا ہے۔ انسان تھا تو اسے کہا جا رہا ہے کہ اس پر ایک زمانہ گزرا ہے کہ اُس کا کوئی ذکر نہیں تھا، اس کے جان پہچان نہیں تھی۔کوئی جانتا نہیں تھا کہ ہے یا نہیں۔ انسان تو تب بھی تھا۔ گویا پیدائش سے انسان شروع نہیں ہوا۔ اگر پیدائش سے انسان کی ابتدا نہیں ہوئی تو موت سے انسان کی انتہا نہیں ہو جاتی۔ پیدائش بھی ایک دروازہ تھا، جس سے گزر کر انسان ایک گھر سے کوچ کر کے اس دنیا میں آ گیا۔موت بھی ایک دروازہ ہے کہ جس سے گزر کر ایک دنیا سے کوچ کر کے اگلی دنیا میں چلا جائے گا۔ اس لیے موت کو انتقال کہتے ہیں یعنی منتقل ہونا۔ موت ایک تبادلہ ہے۔ برزخ کے بعد پھر ایک تبادلہ ہوگا جسے یوم حشر کہتے ہیں۔ پھر قیامت بپا ہوگی، اس کے بعد جنت یا دوزخ میں بھیجا جائے گا۔ یہ مرحلے ہیں، ایک سفر ہے۔موت دراصل اِس عالم سے اُس عالم میں منتقل ہونا ہے جو عالمِ دیدار ہے۔

۲۔ فقر کا غنٰی سے زیادہ محبوب ہوجانا

حضرت امام باقرؓ نے حقیقتِ ایمان کو بیان کرتے ہوئے دوسری علامت یہ ذکر فرمائی کہ

اَلْفَقْرُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْغِنٰى.

’’ایمان کی حقیقت اُس کو ملتی ہے جو بھوک و افلاس کو خوشحالی سے زیادہ عزیز جانے‘‘۔

أبو نعيم، حلية الأولياء، ۱/۳۲

اسی لئے آقا علیہ السلام نے فرمایا جیسا کہ زہد وتصوف اور بعض دیگر کتب میں یہ روایت مذکور ہے:

اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ.

ہمارے ہاں فقر اضطراری ہوتا ہے جبکہ آقا علیہ السلام کا فقر اختیاری تھا مگر فقر کو آپﷺ نے بھی فخر کہا۔ فقر، غنا سے اس لیے عزیز اور محبوب ہوتا ہے کہ غنا میں مال ہے۔ اگر مال حرام کا ہو تو اُس پر عذاب ہوگا، مال حلال کا ہوگا تو اُس پر حساب ہوگا جبکہ فقر میں چونکہ مال اور اس کی محبت پاس ہوتی ہی نہیں، اس لئے نہ عذاب نہ حساب۔ عاشق لوگ جو حقیقتِ ایمان کو پا لیتے ہیں وہ اسی وجہ سے فقر کو غنا پر مقدم رکھتے ہیں۔

۳۔ مرض کا صحت سے زیادہ محبوب ہوجانا

حضرت امام باقرؓ نے ایمان کی حقیقت سمجھاتے ہوئے تیسری علامت یہ بیان فرمائی کہ

وَالْمَرَضُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الصِّحَّةِ.

’’اگر مرض (بیماری) ہو تو اسے صحت پر محبوب جانے‘‘۔

اس کو سمجھنے کے لئے حضرت ایوب علیہ السلام کی طویل علالت کو ذہن میں رکھیں کہ ان پر ایک طویل زمانہ بیماری کا گزرا۔ ناقابل برداشت درد تھا، لیکن آپؑ اس حال سے محبت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو شفا دی تو کسی نے سیدنا ایوب علیہ السلام سے پوچھا: کہ آپ نے سالہا سال مرض کا زمانہ بھی پایا ہے اور صحت یابی بھی پائی

ہے، بتائیں آپ کو اچھا کون سا زمانہ لگا؟ فرمایا:

صحت اللہ کی نعمت ہے، اس کا شکر ادا کرتا ہوں مگر جو مزہ بیماری کے زمانے میں آتا تھا وہ صحت میں نہیں آتا۔ جو لذت اور جو کیف بیماری کے ایام میں ملتی تھی وہ صحت میں نہیں۔ پوچھا: وہ کیا تھا؟ فرمایا:

جب بیماری بڑی شدید ہو جاتی تھی تو مولیٰ دن میں دو بار صبح وشام پوچھتا تھا کہ ایوب کیا حال ہے؟ جب صبح اس کی یہ رس بھری آواز کانوں میں پڑتی تھی (پیغمبر تھے وحی آتی تھی) ایوب کیا حال ہے؟ تکلیف زیادہ تو نہیں؟ تو اس کا یہ پوچھنا مجھے سارے دن کا غم بھلا دیتا اور سارا دن اسی مستی میں رہتا اور درد کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ شام کو انتظار رہتا تھا کہ اب محبوب دوبارہ پوچھے گا لہذا تمنا ہوتی کہ درد مزید شدت سے طاری ہو، تاکہ محبوب پھر پوچھے اور آواز دے۔ شام کو پھر جب شدید درد اٹھتا تو اللہ تعالیٰ پھر پوچھتا تھا ایوب! کیا حال ہے؟ تکلیف بہت زیادہ تو نہیں ہے؟ پوری رات اسی محبت بھری آواز کی مستی اور محبت میں گزر جاتی اور تکلیف بھول جاتا۔ اب جب سے شفایابی ہے، اس خوبصورت ومحبت بھری آواز میں حال کے پوچھے جانے کی نعمت سے محروم ہوگیا ہوں۔ صحت نعمت ہے شکر ادا کرتا ہوں مگر وہ لذت جو اس کے پوچھنے سے آتی تھی، وہ لذت اب نصیب نہیں۔

یہ حقیقتِ ایمان ہے۔ یہ ایک ایسی خریداری ہے کہ اس میں پیسہ لگتا ہی نہیں۔ منہاج القرآن ایسی ہی ایک دوکان ہے جس میں ہم اس عشقِ حقیقی کا سودا بیچتے ہیں مگر قیمت نہیں لیتے۔ یہ عشقِ الٰہی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے فروغ کا ایک ایسا بازار ہے جس میں محبت وعشق کا سودا بیچتے ہیں، خریدار آتے ہیں، جتنا چاہیں سودا لے جائیں، یہ اُن خریداروں کے ظرف پر مبنی ہے۔ اس کی بس یہی قیمت ہے کہ اِس عشق کے سوداگر بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سلامتی اور استقامت دے اور ہم سب کو حقیقتِ ایمان کی لذتیں عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ❁❁

منہاج کالج فار ویمن راولپنڈی کیمپس

FA,FSc,ICS BA,BSc,BS

(Physics,Maths,English,Computer,Ecnomics)

ضرورت برائے اساتذہ

درج ذیل مضامین میں

MA,MSc,MPhil

فی میل اساتذہ کی ضرورت ہے

علوم شریعہ، بیالوجی، فزکس کیمسٹری

الشہادۃ الثانویہ، الشہادۃ العالیہ

میٹرک میں 75% مارکس لینے والی طالبات کے لئے

لیپ ٹاپ بطور انعام

رجسٹریشن جاری ہے

ہاسٹل کی سہولت موجود ہے

منہاج ایجوکیشنل کمپلیکس چاہواں

0513710044,03360927727

الفقہ

آپ کے فقہی مسائل

عدالتی نکاح کی شرعی حیثیت

وعظ و تبلیغ کا معاوضہ؟ اہم، دینی، سماجی مسائل کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: عدالتی نکاح (Court Marriage) کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ ایک زمینی حقیقت ہے کہ عدالتی شادیوں نے سماج میں نکاح اور خاندان کی حیثیت کو کم کیا ہے، عدالت سے بیاہ کر لائی جانے والے عورت سماج میں وہ عزت حاصل نہیں کر پاتی جو اسے ملنی چاہیے۔ مسلمان سماج عدالتی نکاح کو نکاح ماننے سے ہی انکاری ہے۔ کیا ان وجوہات کی بنا پر عدالتی نکاح پر پابندی لگنی چاہیے؟

جواب: بالغ لڑکا، لڑکی اپنی پسند اور مرضی سے دستور کے مطابق نکاح کر سکتے ہیں۔ یہ حق ان کو قرآن وحدیث اور تقریباً ہر ملکی قانون نے دیا ہے مگر ہمارے سماج نے نہیں دیا۔ یہی وجہ کورٹ میرج میں اضافے کا سبب بھی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَانْکِحُوْا مَاطَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ. (النساء، ۴: ۳)

’’اپنی پسند کی عورتوں سے نکاح کرو‘‘۔

یہ پسند دو طرفہ ہو گی، لڑکے کی طرف سے بھی اور لڑکی کی طرف سے بھی۔ کسی پر اس کی مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ ٹھونسا نہیں جا سکتا۔

شادی کے مقاصد میں ہے کہ میاں بیوی کے مابین سکون اور مودت و رحمت ہونی چاہئے اور یہ تب ہی حاصل ہو گی جب شادی باہمی رضا مندی سے ہو۔ عدالتی نکاح کی شرح میں اضافہ ہونے کی وجہ ہی یہ ہے کہ معاشرے میں لڑکا لڑکی کی باہمی رضا مندی کو مدِ نظر نہیں رکھا جاتا جس سے شادی کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے اور نوجوان عدالتوں کا رخ کرتے ہیں۔

اس ضمن میں چند احادیث درج ذیل ہیں:

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْاَۃَ فَاِنْ اسْتَطَاعَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مَا یَدْعُوْہُ اِلٰی نِکَاحِھَا فَلْیَفْعَلْ.

’’جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو پیغامِ نکاح دے تو اگر اس کی ان خوبیوں کو دیکھ سکتا ہو جو اسے نکاح پر مائل کریں، تو ضرور ایسا کرے‘‘۔

(احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۳۴، رقم: ۱۴۶۲۶)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذْھَبْ فَانْظُرْ اِلَیْھَا فَاِنَّہُ اَحْرٰی اَنْ یُوْدَمَ بَیْنَکُمَا فَفَعَلَ فَتَزَوَّجَھَا فَذَکَرَ مِنْ مُوَافَقَتِھَا.

’’جاؤ اسے دیکھ لو کیونکہ اس سے شاید اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر اس سے نکاح کر لیا۔ بعد میں حضور نبی اکرم ﷺ سے اس نے اپنی بیوی کی موافقت اور عمدہ تعلق کا ذکر کیا‘‘۔ (احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۴۶، رقم: ۱۸۱۷۹)

مذکورہ بالا احادیث میں شادی سے پہلے لڑکے لڑکی کا ایک دوسرے کو دیکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا ایک دوسرے کو پسند کرنا اور رضا مند ہونا ضروری ہے لیکن نکاح

سے پہلے دیکھنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ ایک دوسرے کو علیحدگی میں ملیں بلکہ مراد یہ ہے کہ تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے والدین کی موجودگی میں کوئی ایک میٹنگ ہوجائے تاکہ پسند و ناپسند کے جھگڑے جو بعد میں ہوتے ہیں پہلے ہی واضح ہوجائے اور کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ جب والدین پسند و ناپسند کا خیال نہیں رکھتے تو اس وقت جوڑے عدالتوں کا رخ کرتے ہیں۔

اگلی حدیث مبارکہ میں لڑکی کی اجازت کا خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ.

''بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کی: یاسول اللہ ﷺ! کنواری کی اجازت کیسے معلوم ہوتی ہے؟ فرمایا: اگر پوچھنے پر وہ خاموش ہوجائے تو یہ بھی اجازت ہے''۔

(بخاری، الصحیح، ۵: ۱۹۷۴، رقم: ۴۸۴۳)

معلوم ہوا لڑکے لڑکی کی باہمی رضا مندی ضروری ہے۔ اگر عاقل و بالغ اپنی رضا مندی سے نکاح کریں تو نکاح منعقد ہوجائے گا۔

☆ فقہائے کرام فرماتے ہیں:

ينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضا ها وان لم يعقد عليها ولى بكرا كانت او ثيبا ... ولا يجوز للولى اجبار البكر البالغة على النكاح.

''آزاد، عقل مند بالغ لڑکی کا نکاح اس کی رضا مندی سے ہو جاتا ہے، خواہ اس کا ولی نہ کرے، کنواری ہو یا ثیبہ۔۔۔ ولی کو اس بات کی اجازت نہیں کہ کنواری بالغ لڑکی کو نکاح پر مجبور کرے''۔

(مرغینانی، الهدایۃ، شرح البدایۃ، ۱: ۱۹۶)

☆ ولی یعنی باپ یا دادا کے کیے ہوئے نکاح کے منعقد ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

واذا ادركت بالحيض لا باس بان تختار نفسها مع روية الدم.

''اگر لڑکی حیض کے ذریعے بالغ ہوئی تو خون دیکھتے ہی اسے اختیار حاصل ہو گیا کہ خواہ بچپن کے نکاح کو برقرار رکھے یا رد کر دے''۔

(الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیۃ، ۱: ۲۸۶)

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ عاقل وبالغ لڑکا اور لڑکی بدستور اپنی پسند اور مرضی سے بعوض حق مہر اور دو مسلمان عاقل وبالغ گواہوں کی موجودگی میں جہاں چاہیں نکاح کر سکتے ہیں۔ لہٰذا لڑکا اور لڑکی اپنی مرضی سے عدالتی نکاح کریں تو شرعی طور پر نکاح جائز ودرست ہوگا۔

دورِ حاضر میں مسلمانوں کی اسلامی تعلیمات سے دوری جہاں معاشرے میں دیگر خرابیوں کا باعث بن رہی ہے ان میں ایک خرابی یہ بھی سرفہرست ہے کہ اکثر والدین بچوں کی پسند وناپسند کو نظرانداز کر کے اپنی مرضی اور پسند کے رشتے طے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لڑکے لڑکیاں والدین کو بتائے بغیر اپنی پسند اور مرضی کے مطابق عدالتی نکاح کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

دوسری طرف والدین اپنی مرضی کے خلاف کی گئی شادی کو قبول کرنے کو تیار ہی نہیں ہوتے حالانکہ جس جوڑے نے آپس میں مل جل کر رہنا ہے اگر وہ رضامند ہوں تو ان کو زندگی گزارنے کا حق دینا چاہیے اس لئے کہ قرآن وحدیث میں بھی پسند کی شادی کرنے کا حکم ہے لیکن لاعلمی وجہالت کی وجہ سے معاشرے میں لڑکی اور لڑکے کی آپس میں پسند کی شادی کو عجیب سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہ بذریعہ عدالت نکاح کرلیں تو مزید نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

عدالت میں نکاح کرنا بنیادی طور پر کوئی بری بات نہیں ہے۔ اصل خرابی کی جڑ والدین کا لڑکے اورلڑکی کی پسند وناپسند کو نظر انداز کرنا ہے۔ اکثر والدین مال ودولت

اور جائیداد کے لالچ میں شرعی کفو کا خیال نہیں رکھتے اور بغیر سوچے سمجھے بچوں کی زندگی کا سودا کر دیتے ہیں۔ اُن کا یہ فیصلہ بعد میں ناخوشگوار زندگی کا باعث بنتا ہے۔ اگر کوئی جوڑا اپنی پسند اور رضامندی سے بذریعہ عدالت نکاح کر کے جائز وحلال تعلقات قائم کرتا ہے تو اُس کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا حق ملنا چاہیے۔ اگر یہ راستہ بھی بند کر دیا جائے تو اس کا مطلب ہے ہم اُن کو غلط کاری پر مجبور کرنے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اپنی سوچیں اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے تاکہ شادی بیاہ کے معاملات میں بھی والدین اور بچے اپنی اپنی حدود میں رہ کر اچھا فیصلہ کر سکیں اور طے پانے والا رشتہ دنیا وآخرت میں راحت وسکون کا باعث بنے۔ جبکہ عدالتی نکاح پر پابندی لگانا اس مسئلہ کا حل نہیں ہے۔

سوال: کیا تقریر، وعظ یا تبلیغ کا معاوضہ لینا جائز ہے؟

جواب: دعوت و ارشاد اور تقریر و تبلیغ پیغمبرانہ ذمہ داری ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اپنی قوم کو وعظ و تبلیغ کرتے تو فرماتے:

فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ط اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللهِ

’’میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا، میرا اجر تو صرف اللہ (کے ذمہٴ کرم) پر ہے‘‘۔ (یونس، ۱۰:۷۲)

سورہ یاسین میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے کی گفتگو کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ. اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ. (یسین، ۳۶: ۲۰، ۲۱)

’’اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا: اے میری قوم! تم پیغمبروں کی پیروی کرو۔ ایسے لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں‘‘۔

گویا پیغمبرانہ طرزِ عمل یہ ہے کہ دعوت الی اللہ کی ذمہ داری کی ادائیگی کے عوض لوگوں سے کسی قسم کا معاوضہ اور بدلہ نہ مانگا جائے اور تقریر و تبلیغ کے لیے لوگوں سے کسی قسم کے بدلے یا فائدے کا سوال نہ کیا جائے۔ بلکہ یہ ذمہ داری خدا کے پیغمبروں کی طرح محض خدا کی رضا، جذبۂ اصلاح اور خدمتِ دین سمجھ کر ادا کی جائے اور اس کا اجر خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔

علماء، خطباء، مقررین، مدرسین، ائمہ اور مؤذن جو عوض، اجرت یا معاوضہ لیتے ہیں وہ (معاذاللہ) دین کی خرید و فروخت نہیں ہے، بلکہ پابندیٔ وقت کا ’حق الخدمت‘ ہے۔ یہ تمام خدمات بلاشبہ اللہ کی رضا کے لیے ہونی چاہئیں، لیکن سلسلہ خدمات کو جاری رکھنے کے لیے بوقتِ ضرورت مناسب وظیفہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ دورِ حاضر میں یہ ایک ضرورت بھی ہے، اگر درمیان سے اسے اٹھا دیا جائے تو دینی فرائض کی ترویج اور نشر و اشاعت کا سلسلہ رک جائے گا، کیونکہ ہر شخص تقویٰ اور خشیت الٰہی کے پیغمبرانہ معیار پر نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص صاحبِ مال و صاحب استطاعت ہے تو اسے یہ خدمات فی سبیل اللہ ادا کرنی چاہئیں۔ علامہ شامی فرماتے ہیں:

ان المتقدمين منعوا اخذ الاجرة على الطاعات، و افتى المتاخرون بجوازه على التعليم والامامة... كان مذهب المتاخرين هو المفتى به.

’’متقدمین علماء نے عبادات پر اجرت لینے کو منع کیا، اور متاخرین علماء نے تعلیم وامامت پر اجرت جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔۔۔ اور فتویٰ متاخرین کے مذہب پر دیا جاتا ہے‘‘۔

(ابن عابدین شامی، رد المحتار، ۴: ۴۱۷)

جس طرح مسلمانوں کی رفاہ کے لیے کام کرنے اور زکوٰۃ اور ٹیکس وصول کرنے والے شخص کو مالدار ہونے کے باوجود ان اموال سے استفادہ کرنا جائز ہے، اسی طرح مقررین، مبلغین اور داعی حضرات کے بقدرِ ضرورت تنخواہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن دینی خدمت سرانجام دینے والوں کے ہاں اصل استغناء، لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے گریز کرنا اور ان سے کسی بھی قسم کی امید وابستہ کرنے سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ ❁❁

داعش: ابتداء اور نظریاتی بنیادیں

الزرقاوی کہاں سے آیا؟ عمر بغدادی اور ابوبکر بغدادی کون تھے؟

ڈاکٹر حسین محی الدین وائس چیئرمین منہاج یونیورسٹی لاہور کی خصوصی تحریر

شام اور عراق میں داعش ایک عسکریت پسند نام نہاد جہادی گروپ ہے جو خلافت کو دوبارہ بحال کرنے کا دعوی کرتا ہے اور فی الحال عراق اور شام کی سرزمین پر ظالمانہ جنگ جاری رکھے ہوئے ہے۔ داعش کی ابتداکے بارے میں اردنی عسکریت پسند ابومصعب الزرقاوی کی طرز زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ زرقاوی مجرمانہ سوچ کا حامل شخص تھا، شراب بنانے، مخرب الاخلاق حرکات کے ارتکاب، جنسی حملے کرنے کے حوالے سے جانا جاتا تھا اور وہ انہی جرائم پر گرفتار بھی ہوا۔ 1999ء میں جیل سے رہا ہونے کے بعد عسکریت پسند بن گیا اور افغانستان چلا آیا، جہاں اس کی ملاقات القاعدہ کے رہنماؤں سے ہوئی۔

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد زرقاوی فرار ہو کر عراق آ گیا اور اس نے عراق میں مسلح کارروائیاں شروع کر دیں، بے رحمی کے ساتھ لوگوں کو مارا، وہاں وہ ایک بے رحم شخص کے طور پر پہچانا جانے لگا۔ اس کے گروپ نے عراق میں کئی خودکش حملے کئے۔ یہ گروپ غیر ملکی فوج کی بجائے امدادی کارکنوں اور عراقی شہریوں کو نشانہ بنانے کے حوالے سے بدنام تھا۔ زرقاوی گروپ نے اہل تشیع اور ان کی امام بارگاہوں کو بھی نشانہ بنایا۔ ان کے مقاصد میں امریکہ کی سربراہی میں برسر پیکار اتحادی فوج کو عراق سے نکالنا اور پھر عراق میں فرقہ وارانہ جنگ کا آغاز کرنا اور افراتفری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خود ساختہ اسلامک سٹیٹ کا قیام تھا۔

ستمبر 2004ء میں زرقاوی طویل مذاکرت کے بعد اسامہ بن لادن کی بیعت کر کے القاعدہ نیٹ ورک کا حصہ بن گیا۔ اسکے گروپ نے نام تبدیل کر کے ’’القاعدہ اِن عراق‘‘ رکھ لیا۔ تاہم دونوں گروپوں کے درمیان تعلق کشیدہ رہا کیونکہ القاعدہ بھی زرقاوی کو بہت زیادہ متشدد اور انتہاپسند سمجھتی تھی۔ القاعدہ عراق میں اس گروپ کی طرف سے اہل تشیع کو بڑے پیمانے پر بلاامتیاز نشانہ بنانے پر خوش نہ تھی جسے زرقاوی گروپ نے اپنے نام نہاد جہادی منصوبے کے لیے نقصان دہ جانا۔ اس حوالے سے 2005ء میں القاعدہ کے رہنما ایمن الظواہری نے زرقاوی کے نام خط لکھا اور خط میں ناراضگی کا اظہار کیا۔

جون 2006ء میں زرقاوی مارا گیا، اس کے بعد مصری بم ساز ابو ایوب المصری ’’القاعدہ اِن عراق‘‘ کا نیا امیر بنا۔ 2006ء میں ہی المصری نے گروپ کو عراقی ظاہر کرنے کے لیے اس کا نام تبدیل کر کے ’’اسلامک سٹیٹ اِن عراق‘‘ رکھ دیا اور عراق کے باسی ابوعمر البغدادی کو اس کا امیر مقرر کیا۔

’’اسلامک سٹیٹ ان عراق‘‘ نے تیزی سے خود کو وسعت دی۔ تاوان اور تیل کی سمگلنگ سے سالانہ لاکھوں ڈالر اکٹھے کئے۔ دولت کی ریل پیل اور روزگار فراہم کرنے کے باوجود بھی یہ گروپ عراقی عوام کی حمایت حاصل کرنے میں ناکام رہا کیونکہ غیر ملکی جنگجوؤں کی شرکت اور پر تشدد

☆ وائس چیئرمین منہاج یونیورسٹی لاہور

نظریات کے باعث عراقی عوام اس گروپ سے دور رہے۔

اس پر تشدد ماحول نے عراقی سنیوں کو بیدار کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا اور صوبہ انبار میں سنیوں کی ''تحریک سہاوا'' نے بھی پر پرزے نکالے۔ چونکہ ''اسلامک سٹیٹ'' تشدد سے کام لے رہی تھی جس کے باعث ''تحریک سہاوا'' مغربی اتحادی افواج کے ساتھ مل کر'' اسلامک سٹیٹ ان عراق'' کے خلاف لڑی۔ اسلامک سٹیٹ ظالمانہ اور پرتشدد حربوں کے باعث تنہاء ہوگئی اور اسے مختلف گروپوں کی طرف سے شدید مزاحمت اور ردّعمل کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دوران تنظیم کے بہت سارے غیر ملکی جنگجو بھی مارے گئے اور اس کا اثر ماند پڑ گیا ،جس کے نتیجے میں 2007ء سے 2009ء کے عرصے میں عراق میں فرقہ وارانہ تشدد کافی حد تک کم ہوگیا۔ دونوں المصری اور البغدادی 2010ء میں مارے گئے۔

2009ء میں امریکی انخلا کے آغاز سے سہاوا تحریک کمزور ہوئی اور اسلامک سٹیٹ کے نام نہاد جہادی ''موصل'' منتقل ہوگئے۔ جہاں گروپ کو از سر نو منظّم کیا گیا۔ 2010ء کے وسط میں ''اسلامک سٹیٹ'' عراقی حکومت سے زیادہ تنخواہیں دینے کی پوزیشن میں تھی اور اس نے ''تحریک سہاوا'' کے ارکان کو بھی بھرتی کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران گروپ نے اسلامک سٹیٹ منصوبے کو جائز ثابت کرنے کیلئے ایک بھرپور پراپیگنڈا مہم کا بھی آغاز کیا۔

2010ء میں ابوعمر البغدادی کے مرنے کے بعد ابو بکر البغدادی نے اس کی جگہ لے لی۔ 12-2011ء کے دوران اسلامک سٹیٹ نے خود کو اہل تشیع والے جنوبی عراق اور گرد علاقوں تک وسعت دی۔ انہوں نے مختلف جیلوں میں قید باغیوں کو رہا کیا اور اپنی حاکمیت سنی اکثریت والے عراق میں بھی بڑھا لی۔ شام کی خانہ جنگی نے اسلامک سٹیٹ کو شام تک وسعت دینے میں مدد فراہم کی۔ 2011ء کے وسط میں اسلامک سٹیٹ کی شام میں مقیم لیڈر شپ نے ''جبہات النصریٰ'' کی تشکیل کیلئے مقامی عسکریت پسند گروپوں سے تعاون کرنا شروع کردیا۔ النصریٰ نے 2012ء میں عوامی پہچان بنائی اور اپنی کارروائیاں 2012ء کی پہلی ششماہی تک جاری رکھیں۔ اگرچہ اس نے اپنی توجہ سرکاری اہداف کو نشانہ بنانے پر مرکوز رکھی تاہم ان حملوں کے دوران بڑے پیمانے پر عام شہری بھی نشانہ بنے۔ اپریل 2013ء میں ابو بکر البغدادی نے ایک دفعہ پھر نام تبدیل کرتے ہوئے اسے'' اسلامک سٹیٹ ان عراق و شام'' (دولت اسلامی عراق و شام) بنادیا۔ البغدادی اپنے منصوبے کے تحت آگے بڑھا۔ بالآخر جون 2014ء میں ایک آڈیو ریکارڈنگ جاری کی گئی جس میں ابو بکر البغدادی کی امارت میں خلافت کے قیام کا اعلان کیا گیا۔

اس اعلان کے بعد مغرب سے 4ہزار کے قریب افراد اپنے گھر بار چھوڑ کر اسلامک سٹیٹ پہنچے جو مغرب میں بسنے والے 47 ملین سے زائد مسلمانوں کے مقابلے میں بہت تھوڑی تعداد ہے۔ ماہر کریمنالوجی '' Simon Cottee'' کے مطابق اسلامک سٹیٹ کی طرف جانیوالے مغربی لوگوں کی نفسیات سے واضح ہوتا ہے کہ ''امنگوں سے بھرپور سوچ کی طاقت اور خواہش کیسے عقل پر غالب آ سکتی ہے''۔ انسداد دہشتگردی کے ماہر ''Matthew Levitt'' اتفاق کرتے ہیں کہ ''کئی لوگوں کیلئے جو شناخت اور مقصد کے مضبوط احساس کی کمی سے دوچار ہوتے ہیں، کوعالمی انقلابی پرتشدد بیانیہ، جوابات اور حل مہیا کرتا ہے: یہ ان لوگوں کیلئے بہت طاقتور پیغام ہوسکتا ہے جو جوابات تلاش کررہے ہوں''۔

اکثر افراد جن کی شناخت داعش کیلئے لڑنے والوں کے طور پر ہوئی ان کی ابتدائی زندگی تکالیف اور مسائل سے بھری ہوئی تھی۔کئی ایسے تھے جن کے والدین نہیں تھے یا وہ گھر میں بدسلوکی کا شکار تھے۔ نوجوان ہمیشہ کسی رول ماڈل کی تلاش میں ہوتے ہیں، ابوبکر بغدادی کی شکل میں انہیں ایک طاقتور پیشوا نظر آیا جس کا ذکر دنیا بھر میں ہو رہا تھا اور وہ توجہ کا مرکز بنا رہا۔ اسی طرح بہت سارے نوجوان ایڈوینچرازم کا شکار ہو کر مختلف جرائم پیشہ گروہوں کا حصہ بن جاتے ہیں اور پر تشدد جرائم کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

اس گروپ میں سابق آمر صدام حسین کی آرمی کے کئی فوجی اور پولیس بشمول اس کی خفیہ پولیس کے اہلکار بھی سنی اور شیعہ ملیشیا میں شامل ہوگئے تھے۔ یہ شمولیت امریکہ کی طرف سے 2003ء میں عراق پر حملے کے بعد ہوئی اور یہ شیعہ، سنی عسکری گروپس بھی اس حملے کے بعد وجود میں آئے۔ کچھ اندازوں کے مطابق 30 فیصد سینئر داعش ملٹری کمانڈرز عراقی آرمی اور پولیس کے آفیسرز ہیں۔ ابوعمر زرقاوی بھی عراقی آرمی کا سابق آفیسر تھا، جس نے سابق باتھسٹس حکومت کے اہلکاروں کو ملیشیا میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ اسلامک سٹیٹ گروپ کا کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم اور تکنیک بالکل وہی نظر آتی ہے جو صدام حکومت کی خفیہ پولیس والوں کی تھی۔

داعش کے نظریہ کو جابرانہ نقطہ نظر کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ داعش نے تسلیم شدہ سکالرز کی تحقیق سے مستفید ہونے کی بجائے اپنے عالمانہ حکام بنائے، جن کی اکثریت نوجوانوں پر مشتمل تھی۔ داعش کا نظریہ تین جدید دستاویزات سے معلوم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ ان تینوں میں سے زیادہ معروف ابوبکر النجی کی 2000ء کے اوائل میں لکھی گئی کتاب ''بربریت کا انتظام'' ہے۔ یہ دستاویز اسلامک سٹیٹ کی تشکیل کیلئے سٹریٹجک روڈ میپ کی حیثیت رکھتی ہے جو ماضی کی عسکریت پسند تنظیموں کی کوششوں سے الگ و منفرد ہے۔ حضور ﷺ اور ان کے صحابہؓ کی مثالوں پر انحصار کرنے کی بجائے النجی اپنے تشدد کے زیادہ سے زیادہ استعمال کے نظریے کو جواز فراہم کرنے کیلئے کثرت سے غیر مسلم تاریخ دانوں اور نظریہ دانوں کا حوالہ دیتا نظر آتا ہے۔

۲۔ داعش کے نظریات اردنی عسکریت پسند ابو مصعب زرقاوی کے نظریات سے اخذ کئے گئے ہیں۔ خاص طور پر اس کی تکفیری سوچ سے داعش بہت متاثر ہوئی۔ داعش کا دعویٰ ہے کہ جو ان کی خلافت کو مسترد کرینگے وہ خود بخود مرتد ہو جائینگے (اور داعش کے لوگوں کے لیے مرتدین کو مارنے میں کوئی امر مانع نہیں۔

۳۔ داعش کے نظریے کا ایک اور اہم حصہ تمام مسلمانوں کو جہاد میں شمولیت کیلئے بلانا ہے۔ یہ نقطہ نظر جہاد کے فرض ہونے کی مخصوص اور غلط تشریح سے ابھرتا ہے۔ داعش جنگجوؤں کی غیر مسلموں کو بندوق کے زور پر زبردستی مسلمان بنانے کی بہت سی رپورٹس ہیں۔ داعش نے قرون وسطیٰ کی غلامی کو دوبارہ متعارف کروانے کی کوشش کی۔ انہوں نے عراق کے یزیدی اور مسیحی اقلیت کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا (جسے اب وہ موصل میں عراقی و اتحادی افواج کی گولہ باری سے بچنے کے لیے بطور ڈھال استعمال کر رہے ہیں) داعش عراق میں باتھسٹ حکومت کے ظلم وجبر اور خوف وہراس پھیلانے کے ماڈل کی وارث ہے۔ داعش ناقص سکالرز اور اسلامی قانون کے جعلی حوالے استعمال کر کے دھوکا دیتی ہے۔ اسلامی قوانین کی تشریح میں تنوع کے حوالے سے جو تسلیم شدہ روایات ہیں داعش اس کا ناجائز استعمال کر رہی ہے۔

❁❁❁❁❁

محسن تحریک منہاج القرآن

حضرت فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ

فکر و نظر کی ظلمتوں کو حق کی روشنی سے چمکانے والے خود بھی سراپا نور بن جاتے ہیں

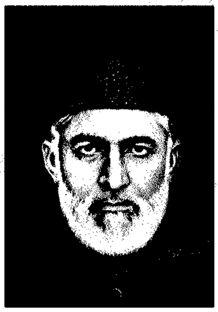

16 شوال المکرم یوم وصال کی مناسبت سے خصوصی تحریر (سبط جمال پنڈلوی)

جھنگ کی دھرتی اپنی مٹھاس، زرخیزی، مردم خیزی اور منفرد تاریخ کے حوالے سے ہر دور میں اپنی مثال آپ رہی ہے۔ ہر زمانے میں محبت، اخوت اور شادمانیوں کے نغمات یہاں کی فضاؤں میں رس گھولتے رہے ہیں۔ ایک طرف یہاں کے اہلِ علم و حکمت اپنے افکار و نظریات سے نئی دنیائیں تسخیر کرتے رہے اور دوسری جانب اس خطۂ ارضی کے سوہنے گھبرو زورِ بازو سے ہر کھیل میں اپنا سکہ جماتے رہے ہیں۔ یہاں کے اہلِ ہنر اپنے شہ پاروں سے اہلِ نظر کو خیرہ کرتے اور کسان زمین کا سینہ کھود کر اس میں سے سونے سے بیش قدر فصلیں اگاتے رہے ہیں۔ جھنگ کی دھرتی کے سینے پر بہنے والے دریائے چناب اور دریائے جہلم تابناک ماضی کے گواہ ہیں۔

یہاں کے سپوتوں نے جہاں زندگی کے دیگر شعبوں میں نام کمایا ہے، وہیں تصوف اور سلوک کی کائنات کے شہ سوار بھی یہاں آسودۂ خاک ہیں۔ حضرت سلطان باہوؒ اس دھرتی کے روحانی سلطان ہیں۔ اس عظیم شخصیت کی نسبت نے اس سرزمین کو دنیا بھر میں ایک جاوداں اور نازاں مقام پر فائز کیا ہے۔ یہ دھرتی دیگر امور کی طرح اخوت، بھائی چارے اور انسان دوستی میں بھی ایک تابناک تاریخ رکھتی ہے۔

زمانہ قدیم سے یہاں مختلف تہذیبوں، مذاہب اور قوموں کا اختلاط رہا ہے۔ یہاں کی برادریوں میں سیال سب سے بڑی قوم ہے۔ جھنگ چنیوٹ روڈ پر واقع کھیوہ میں آباد یہ قبیلہ ایک زمانے میں پورے علاقے کا مختارِ کل تصور کیا جاتا تھا۔ وقت کا پہیہ تیزی سے گھومتا رہا اور 18 ویں صدی عیسوی میں ہندوستان بھر میں طوائف الملوکی اور سیاسی انتشار کے بُرے اثرات اس علاقے پر بھی رونما ہوئے۔ ایک طرف سرحدی علاقوں کے لوگ جبکہ دوسری جانب سکھ گردی، ڈاکہ زنی، قتل و غارت اور خاندانی جھگڑوں نے کھیوہ کی ریاست کو بھی کمزور کر دیا۔

ان دنوں تین بھائی باہم مل کر ریاست کے امور سرانجام دیتے تھے۔ ان میں سے ایک سیاسی امور کا ماہر جبکہ دو درویشانہ مزاج کے حامل تھے۔ ان میں سے درویشانہ مزاج رکھنے والے دو بھائی اپنی ریاست سے دستبرداری کا اظہار کرتے ہوئے ایک بھائی جمعہ خان ڈیرہ اسماعیل خان میں اور دوسرے بھائی میاں احمد یار خان مگھیانہ جھنگ میں آ کر آباد ہو گئے۔

میاں احمد یار خان نے مگھیانہ سکونت اختیار کی اور ترکِ دنیا پر عمل کرتے ہوئے عشقِ الٰہی میں مستغرق ہوگئے۔ انہوں نے صاحبِ فقر ہونے کے سبب پیری فقیری کو بطور پیشہ اختیار کرنے کے بجائے الکاسبِ حبیب اللہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے محنت مزدوری کرتے ہوئے اپنے اہل و عیال کی کفالت کا فریضہ سرانجام دیا۔ اللہ رب العزت نے انہیں ایک فرزندِ ارجمند سے نوازا، جن کا نام بہاؤ الدین رکھا گیا۔ انہوں نے بھی اپنے والدِ محترم کے

☆ ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ

سلسلۂ فقر کو بغیر دنیاوی لالچ وطمع کے جاری رکھا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں میاں اللہ بخش، میاں خدا بخش اور میاں پیر بخش سے نوازا۔ میاں اللہ بخش بھی راہِ صدق و صفا کے راہی تھے اور انہوں نے سلوک و معرفت کی بلند منزلوں کو چھوا۔ میاں اللہ بخش کی طرح میاں خدا بخش بھی فقر کے اوصاف سے متصوف تھے۔ خالقِ کائنات نے انہیں پانچ صاحبزادگان اور ایک دختر عطا فرمائی۔ ان کے فرزندِ کبیر ڈاکٹر فریدالدین قادری نے اپنی ہمہ گیر شخصیت کے لحاظ سے تاریخ میں فرید العصر، فرید ملت اور فریدِ علم و حکمت کے القاب پائے۔ یہ وہی افقِ سعید ہیں جہاں سے قائدِ انقلاب، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری جیسے علم و عمل کے آفتاب طلوع ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر فرید الدین قادری 1918ء میں جھنگ کی سرزمین پر پیدا ہوئے۔ انہوں نے پہلی جماعت سے مڈل تک تعلیم اسلامیہ ہائی سکول جھنگ سے حاصل کی۔ وہ شروع دن ہی سے ذہنی صلاحیتوں میں اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے ہر جماعت میں اول آنا، ہرمیدان میں اپنا سکہ جمانا اور اعلیٰ نتائج کی بنا پر وظیفہ حاصل کرنا پہلی جماعت ہی سے سیکھ لیا تھا اور یہ سلسلہ جماعتِ ہفتم تک بدستور جاری رہا۔ وہ سکول کی پڑھائی کے ساتھ ساتھ جھنگ کے معروف عالمِ دین حضرت مولانا غلام فرید سے درسِ نظامی کی ابتدائی کتابیں بھی درساً پڑھتے رہے۔ وہ اسی دوران کم سنی کے باوجود تفکر، تدبر اور عشقِ الٰہی میں ڈوب کر گھر سے چار میل دور بہتے دریائے چناب کے کنارے عالمِ تنہائی میں غور و خوض کرتے اور اپنے من میں آگہی کی جوت جگاتے رہتے۔

ڈاکٹر فرید الدین کے والدِ محترم انہیں روایتی مسیحا بنانا چاہتے تھے، مگر گھریلو مخدوش حالات کی بنا پر مزید تعلیم حاصل کرنے کے حق میں نہ تھے۔ انہی معاملات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نوخیز فرید الدین کو سکول سے اٹھا کر ایک ماہر طبیب کے پاس بٹھا دیا گیا۔ سکول کے اساتذہ نے والد سے مل کر اس گہرِ تابدار کے تعلیمی سلسلہ کو رواں رکھنے کی استدعا کی مگر والدِ محترم کے مؤقف میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ ننھے فرید الدین کو دواؤں، نسخوں اور کشتوں والی حکمت کا قطعاً کوئی شغف نہ تھا۔ جب انہیں ہر طرف سے مایوسی کی گھٹاؤں نے گھیر لیا تو والدہ کا آنچل ہی ان کے لیے روشن مستقبل کی امیدوں کا پیام بر ثابت ہوا۔ والدہ محترمہ نے سینہ فرزند میں حصولِ علم کی آگ کو اپنی کل پونجی طلائی زیورات کے ذریعے بجھانے کا ارادہ کیا۔ اس طرح حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی پیروی میں اوائل عمری ہی میں فرید الدین خطیر رقم اپنے چولے میں چھپائے علم کی منزلوں کی جستجو میں روانہ ہوئے۔

فرید الدین علم کے جویا ہو کر شہرِ اقبال سیالکوٹ پہنچے۔ یہاں انہیں مفتیِ اعظم حضرت علامہ محمد یوسف سیالکوٹی کے حلقۂ تلمذ میں شمولیت کا اعزاز حاصل ہوا۔ انہوں نے دو سال کے عرصہ میں درسِ نظامی کی کتب بھی پڑھیں اور ساتھ ہی سکول میں داخلہ لے کر میٹرک کا امتحان بھی شاندار نمبروں سے پاس کیا۔ لکھنؤ جو اس دور میں اپنی تاریخی اہمیت، رنگینیوں اور علم و ادب کے لحاظ سے ہندوستان بھر میں اپنی مثال آپ سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کا فرنگی محل تو دنیا بھر میں علم، ادب اور فن کا گہوارہ تصور کیا جاتا تھا۔ فرید الدین سیالکوٹ سے درسِ نظامی اور میٹرک کرنے کے بعد لکھنؤ نگری پہنچے اور فرنگی محل جیسی تاریخی درس گاہ سے منسلک ہو گئے۔ انہوں نے اس کے ساتھ ساتھ جوائنٹ طبیہ کالج میں بھی داخلہ لے لیا۔ اپنی طرز کے اِس انوکھے، اچھوتے اور منفرد طرز کے طبی ادارے کے بارے میں مولانا عبدالحق ظفر چشتی تحریر کرتے ہیں:

''لکھنؤ میں جوائنٹ طبیہ کالج کا محل وقوع کچھ ایسا تھا کہ اس کے بالکل سامنے کنگ جارج میڈیکل کالج کی پُرشکوہ عمارت دعوتِ نظارہ دیتی تھی۔ دونوں اداروں میں باقاعدہ طے شدہ نظم کے تحت کبھی طبیہ کالج کے طلبہ کنگ

جارج میڈیکل کالج چلے جاتے اور کبھی وہاں کے طلبہ ادھر آجاتے اور کبھی دونوں کسی ایک کالج میں ہم سبق ہو جاتے۔ اسی حسین امتزاج کی وجہ سے طلبہ قدیم و جدید طب سے یکساں بہرہ ور ہوتے۔ ایک طرف وہ حکیم حاذق کہلاتے تو دوسری طرف ڈاکٹر اور ایل۔ ایس۔ ایم۔ ایف اور ایم۔ بی۔ بی۔ ایس وغیرہ کی ڈگریوں کے اعزازات بھی حاصل کر لیتے''۔

(تذکرہ فرید ملت، مرتبہ: علامہ عمر حیات الحسینی، ص۳۳)

فرید الدین بھی اس منفرد تعلیمی ادارے میں تعلیم کے مدارج طے کرتے رہے۔

کہاں جھنگ! کہاں لکھنؤ! دیارِ غیر میں نہ کوئی مونس، نہ کوئی مددگار، نہ کوئی آشنا، نہ کوئی واقف کار اور گھر سے مزید رقم کا حصول مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ بالآخر حالات کی کڑی دھوپ میں جھنگ کا یہ سوہنا گھبرو جوان زمانے کے سرد و گرم تھپیڑے ہنس کر جھیلتا رہا اور دیوانہ وار اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہا۔ بالآخر پانچ سال کے طویل عرصے میں علم و حکمت کے گہر ہائے بے بہا سے اپنی جھولی کو بھر کر گھر واپس لوٹے۔ انہوں نے جوائنٹ طبیہ کالج سے طب کی سند لی تو کنگ جارج میڈیکل کالج سے میڈیکل سٹرفکیٹ حاصل کیا۔ دورۂ حدیث اور درسِ نظامی کی تکمیل اس پر مستزاد تھی۔

ڈاکٹر فرید الدین دینی اور پیشہ ورانہ تعلیم کی تکمیل کے بعد لکھنؤ سے لاہور پہنچے۔ اس زمانے میں زبدۃ الحکماء طب کی سب سے بڑی ڈگری ہوتی تھی۔ وہ اس امتحان میں پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے شریک ہوئے اور نبض کے موضوع پر چالیس صفحات پر مشتمل عربی زبان میں مقالہ تحریر کرتے ہوئے پنجاب بھر میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ تقسیمِ انعامات کی تقریب میں شہرہ آفاق ادبی مجلّہ ''مخزن'' کے روحِ رواں اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے دوست سر عبدالقادر نے صدارتی خطبہ میں ڈاکٹر فرید الدین کی کاوش کو ان الفاظ سے سراہا:

''یہ طالب علم (ڈاکٹر فرید الدین) مبارک باد کا مستحق ہے کہ اس نے نبض کے موضوع پر ایک عظیم مقالہ لکھا ہے۔ اپنے موضوع پر ایک بہترین مقالہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ایک ادبی شہ پارہ بھی ہے۔ ہم اسے دیکھ کر حیران رہ گئے اور یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ یہ ایک طالب علم کا نبض کے موضوع پر مقالہ ہے یا کہ نبض کے فن پر کسی امام کی کتاب، ہم پچاس میں سے پچاس نمبر دینے پر مجبور تھے ورنہ یہ مقالہ زیادہ نمبروں کا مستحق تھا''۔ (ایضاً، ص۸۳)

ڈاکٹر فرید الدین زمانہ طالبِ علمی ہی سے روحانیت، سلوک اور فقر کے مدارج میں ترقی کے لیے کسی شیخِ کامل کی تلاش میں کوشاں تھے۔ انہوں نے اس ضمن میں 1934ء میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حلقۂ ارادت میں شمولیت کرنے کی استدعا بھی کی۔ تاجدارِ گولڑہ شریفؒ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ کی بیعت کی منظوری تو ہو چکی ہے۔ آپ کے اصرار پر انہوں نے یہی الفاظ تین بار دہرائے تو فرید الدین سمجھ گئے کہ میرے نصیب کا فیض کسی اور در سے منسوب ہے۔

دن گزرتے چلے گئے اور شیخِ کامل کی جستجو ان کے سینے میں مسلسل مچلتی رہی۔ انہوں نے بالآخر 1948ء میں استخارۂ بیعت کیا، جس پر انہیں عالمِ رویا میں بغداد شریف کے عظیم بحرِ ولایت کا نظارہ کرایا گیا اور جگر گوشۂ غوث الورا حضرت شیخ ابراہیم سیف الدین کی زیارت بھی کرائی گئی۔ بعد ازاں ڈاکٹر فرید الدین نے گہرِ مراد کو پانے کے لیے بغداد نگری کا قصد کیا۔ بالآخر برسوں کی یہ طلب اپنے انجام کو پہنچی اور قطرہ اپنے سمندر سے مل کر سمندر بن گیا۔ کئی دن تک شیخِ کامل نے اپنے مریدِ صادق کو معرفت کے جام بھر بھر کر پلانے کے بعد واپس گھر جانے کا عندیہ دیا۔ اس طرح وہ نسبتِ شیخ کے سبب ڈاکٹر فرید الدین قادری کہلانے لگے۔

وہ انسان دوستی، اعلیٰ پیشہ ورانہ صلاحیوں اور حق شناسی

کے سبب ترقی کے بتدریج مدارج طے کرتے چلے گئے۔ وہ دنیاوی طب کی تعلیم کے بعد روحانی مسیحائی کے مدارج بھی طے کر چکے تھے۔ اس طرح اب وہ جسمانی کے ساتھ ساتھ روحانی مسیحا بھی بن چکے تھے۔ اس حقیقت کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد معراج الاسلام کچھ یوں تحریر کرتے ہیں:

''حضرت ڈاکٹر فرید الدین رحمۃ اللہ کی حیات مبارکہ پر ایک بھرپور نظر ڈالیں تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ مردِ درویش صرف طبیبِ جسمانی ہی نہ تھے بلکہ طبیب روحانی بھی تھے اور راہِ سلوک میں باطنی طور پر باقاعدہ ان کی تربیت کی گئی تھی اور انہیں ایک متوکل طبیب روحانی بھی بنا دیا گیا تھا''۔ (ایضاً، ص ۱۴۵)

ڈاکٹر فرید الدین قادری ملکِ طریقت کے راہرو ہونے کے ساتھ ساتھ رہبرِ شریعت بھی تھے۔ انہوں نے حضرت سید احمد سعید کاظمی، حضرت مولانا قطب الدین، حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی، حضرت صاحبزادہ فیض الحسن آلو مہار شریف، حضرت مناظرِ اہلِ سنت مولانا عمر اچھروی، حضرت مولانا عبدالرشید رضوی، حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی اور حضرت خواجہ فخرالدین سیالوی جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کے ساتھ مذہبی محافل میں نہ صرف شمولیت اختیار کی بلکہ ان سعید شخصیات کی موجودگی میں اپنے جانفزا خطبات سے لوگوں کے قلوب کو معرفتِ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ کی تجلیوں سے بھی جگمگایا ہے۔ ڈاکٹر فرید الدین قادری کا مقصدِ حیات سوکھے اور بنجر دلوں میں عشقِ رسول ﷺ کی جوت جگانا تھا۔

پیشہ ورانہ طور پر دیکھا جائے تو ڈاکٹر فریدالدین ایک طبیب کی حیثیت سے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ اپنے شعبے میں بھی ایک بلند اور تاریخی مقام رکھتے تھے۔ طب پر تحریر کردہ ان کی تصنیفات کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔شفاء الناس ۲۔بیاضِ فریدی
۳۔زبدۃ التجربات ۴۔تفرید الفرید

دیگر شعبوں کی طرح اردو ادب بھی ڈاکٹر فرید الدین کے کارناموں کا معترف ہے۔ لکھنؤ کی ادبی محافل سے بھی کسبِ فیض حاصل کیا۔ اردو ادب کے نام ور سخنور امیر مینائی کے فرزند شاعر شکیل مینائی سے زانوئے تلمذ طے کیے اور مشاعروں میں اپنا رنگ جمایا۔ مشاعروں میں ان کی مقبولیت کا اندازہ اس تحریر سے لگایا جا سکتا ہے:

''لکھنؤ کے مشاعرے لوٹے اور پھر لکھنؤ کا کوئی مشاعرہ ایسا نہ ہوتا جس میں چوٹی کے شعراء شریک ہوں اور ان میں علامہ ڈاکٹر فرید الدین قادری شامل نہ ہوں۔ شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی اور خوب کی۔ بڑے بڑے نامور شعراء میں ناموری پائی''۔ (ایضاً)

ان کی شاعری بھی منفرد طرز کی ہے۔ اس ضمن میں ان کا دیوان ''دیوانِ قادری'' بھی ترتیب دیا گیا تھا مگر حالات کی آندھی نے ان اوراق کو منتشر کر دیا۔ ان میں سے چند اوراق میں موجود چندفن پارے باقی رہ گئے۔ ان میں سے بطور نمونہ سلام کے چند اشعار حاضرِ خدمت ہیں:

السلام اے مطلع صبح ازل
السلام اے جانِ ہر نثر و غزل
السلام اے قلزمِ جود و سخا
السلام اے مصدرِ حمد و ثنا
السلام اے موجبِ ایجاب کن
السلام اے جرأتِ آموزِ سخن
السلام اے پرتوِ ذاتِ جلال
السلام اے حلقۂ نور و جمال

اردو ادب کی بڑی شخصیات نے ڈاکٹر فریدالدین کو نہ صرف سراہا ہے بلکہ ان سے اصلاح بھی لی ہے۔ اس ضمن میں محمد فاروق رانا تحریر کرتے ہیں:

''شیر افضل جعفری اور مجید امجد جیسے شعراء کرام آپ

کے معاصرین میں سے تھے اور آپ سے اشعار کی اصلاح لیتے تھے‘‘۔ (ایضاً، ص۱۳۹)

ڈاکٹر فرید الدین قادری نے شاعری کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی کار ہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے اپنے ایران، عراق، شام اور سعودی عرب کے زیارتی اسفار کو بھی قلمبند کیا ہے۔ انہوں نے اس دوران دلی وارفتگی اور سرشاری کے لمحات میں ان مقدس مقامات کی زیارات کو سپردِ تحریر کیا ہے۔ اس سفرنامے کے ہر ورق، ہر سطر اور ہر لفظ میں گہرے جذبات اور سرشاری کے لمحات نگینوں کی طرح جڑے دکھائی دیتے ہیں۔

غور کیا جائے تو ڈاکٹر فرید الدین قادری ہمہ پہلو اور رنگارنگ شخصیت ہیں۔ وہ ایک وقت میں روحانی طبیب بھی ہیں اور جسمانی بھی، وہ عالمِ بے بدل بھی ہیں اور مقررِ بے مثال بھی۔ وہ شاعرِ لاجواب ہیں تو مصنفِ باکمال بھی۔ وہ سیلانی مزاج رکھنے کے سبب محدود مخدوش سفری سہولیات کے باوجود ایران ،عراق، سعودی عرب اور شام جیسے ملکوں کی سیاحت کر لیتے ہیں۔ وہ نوعمری ہی میں جھنگ سے لکھنؤ نگری کا سفر تن تنہا طے کرتے ہیں۔ ان کی خوش قسمتی یہ کہ انہیں حضرت مولانا محمد یوسف سیالکوٹی، حضرت مولانا عبد الحی فرنگی محل، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا عبدالشکور مہاجر مدنی، حضرت شیخ المالکی، حضرت شیخ محمد الکتانی، حضرت مولانا سردار احمد، حضرت حضرت ابو البرکات سید احمد قادری، حضرت حکیم عبدالوہاب نابینا انصاری اور شفاء الملک حکیم عبدالحکیم جیسی تاریخ ساز شخصیات کے حلقۂ تلمذ میں رہنے کا اعزاز حاصل رہا۔ ان عظیم شخصیات کی تعلیم و تربیت، خدا داد صلاحیتوں اور شبانہ روز کاوشوں کے سبب وہ ہر فن مولا کے محاورہ پر تصدیق کی سند ثبت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ نحو، صرف، منطق، فلسفہ، اصول فقہ، معانی، علمِ عروض، عربی ادب، فارسی ادب، طب، حدیث، اصولِ حدیث، اصولِ تفسیر اور تصوف جیسے شعبوں میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔

بھرپور زندگی گزارنے اور علم و عمل سے ایک جہاں کو مستفید کرنے کے بعد آخر ڈاکٹر فرید الدین کی شاندار زندگی کے سفر کا آخری موڑ بھی آ گیا۔ 2 نومبر 1974ء کو علم و حکمت کا یہ آفتاب آخر غروب ہو گیا۔ کہنے کو تو یہ سورج ڈوب چکا ہے مگر اس کی تابانیاں آج بھی حق کے افق پر چمک رہی ہیں، کیونکہ جو لوگ فکر و نظر کی ظلمتوں کو حق کی روشنی سے جگمگاتے ہیں وہ ہمیشہ کے لیے سراپائے نور بن جاتے ہیں۔ ایسے ہی جذبات کا اظہار عہد ساز نعت گو شاعر ریاض حسین چودھری ڈاکٹر فرید الدین قادری کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

’’سچی بات تو ہے کہ وہ لوگ جو ذہنوں میں چراغ جلانے کا منصب سنبھالتے ہیں خود بھی تاریخ کے چہرے کی روشنی بن جاتے ہیں اور ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی تاریخ کے چہرے کی اسی روشنی کا نام ہیں‘‘۔ (ایضاً، ص ۱۱۵)

یہ نور دراصل نورِ حق ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوتا، وقت کے تند و تیز تھپیڑے اور حتیٰ کہ موت بھی اسے ختم نہیں کر سکتی۔

ڈاکٹر فرید الدین قادری کی تابانیوں کا ایک عظیم سلسلہ ان کے فرزندِ ارجمند قائدِ انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی صورت میں دنیا بھر میں علم و حکمت اور شعورِ آگہی کے اجالوں سے سیاہ دلوں کو منور فرما رہا ہے۔ یہ ڈاکٹر فرید الدین کا ہی ایک عظیم فیض ہے، جو منہاج القرآن کی صورت میں تا قیامت حق کے متلاشیوں کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ ان شاء اللہ ان لمحات میں مجھے محترم محمد فاروق رانا کے یہ الفاظ گدگدا رہے ہیں کہ ’’فریدِ ملت ڈاکٹر فرید الدین قادری عصرِ حاضر کی اِحیائی تحریکِ تحریک منہاج القرآن کی خشتِ اوّل ہیں‘‘۔

❁❁❁❁❁

اسلام ہر مذہب کی قدر کرتا ہے

چیئرمین سپریم کونسل کا ساؤتھ افریقہ کا تاریخی دورہ

گزشتہ سے پیوستہ

ملٹی فیتھ پیس کانفرنس اور متعدد پروگرامز میں شرکت

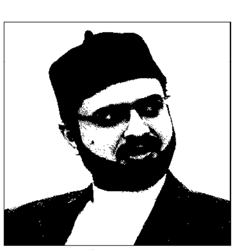

رپورٹ: علامہ طاہر رفیق نقشبندی

گذشتہ ماہ اپریل 2017ء محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے ساؤتھ افریقہ کا تنظیمی و دعوتی دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران انہوں نے متعدد پروگرامز اور کانفرنسز میں شرکت کی اور وہاں کی نمائندہ سیاسی و سماجی اور حکومتی شخصیات، سکالرز علماء و مشائخ سے ملاقاتیں کیں۔ اس دورہ کے ابتدائی پروگرامز کی رپورٹ قارئین ماہ جون کے شمارہ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ بقیہ پروگرامز کی رپورٹس نذرِ قارئین ہے:

۱۔ حبیبیہ صوفی مسجد کیپ ٹاؤن

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اپنے دورہ ساؤتھ افریقہ کے دوران 22 اپریل کو حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے عرس پاک کی مناسبت سے صوفی حبیبیہ گرینڈ مسجد میں منعقدہ پروگرام میں شرکت کی اور حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی شان اور روحانی مقام کے موضوع پر اظہار خیال فرمایا۔ یہ تقریب حضرت مولانا قطب الدین قاضی (سربراہ حبیبیہ مسجد) کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں حافظ محمود خطیب ایڈووکیٹ، ابراہیم رسول (سابقہ پریمیئر کیپ ٹاؤن)، مولانا ہارون شاہ الازہری، علامہ قاری شوکت علی مصطفوی، جاوید اقبال اعوان صدر PAT، محمد آصف جمیل، علامہ محمد صادق قریشی (گلوبل ایمبیسڈر آف منہاج القرآن نائب امیر MQI)، مولانا غلام محمد اور مقامی علماء کرام، ڈاکٹرز، تاجر کمیونٹی نے بھی شرکت کی۔ یہ کیپ ٹاؤن کی مرکزی خانقاہ اور بہت بڑی مسجد ہے جس میں تقریباً پانچ ہزار افراد آسانی سے سما سکتے ہیں۔

۲۔ بعد از نماز عشاء مسجد الکریم دارالعلوم Ctiec انگلش پارک پاک مسجد میں منعقدہ پروگرام میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے شرکت کی اور ''اسلام ایمان اور احسان'' کے موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا۔ اس پروگرام کا انعقاد مولانا سید عمران ضیائی اور مفتی سید ہارون الازہری نے کیا تھا۔

۳۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے Voice of Cape ریڈیو پر پروگرام ریکارڈ کروایا۔ بعد ازاں مسجد القدس میں Unity of Ummah کے موضوع پر خطاب کیا۔ جس میں کثیر تعداد نے عوام الناس، علمائے کرام اور مسجد کے چیئرمین و ٹرسٹیز سب شریک ہوئے۔

۴۔ IPSA کالج کیپ ٹاؤن

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اسلامک کالج کیپ ٹاؤن IPSA میں ''حضور نبی کریم ﷺ کا طرز زندگی اور سیاسی نظام'' پر خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں سیکڑوں طلبہ، اساتذہ اور علماء کرام موجود تھے۔ مولانا فخر الدین اویسی، شیخ سعد اللہ، حافظ محمود خطیب اور علامہ صادق قریشی (نائب امیر تحریک) نے خصوصی شرکت کی۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کسی بھی جگہ گورنرز اور دیگر سرکاری حکام کی تقرری سے قبل

باقاعدہ ان کی تربیت کی۔ آپ ﷺ نے کسی جگہ بھی کسی اعلیٰ عہدے پر اپنے خاندان کے افراد کو تعینات نہ فرمایا بلکہ آپ ﷺ ہمیشہ صحابہ کرام ﷺ کے متعلقہ میدان میں تجربہ ہی کے پیش نظر تعیناتی فرماتے۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمران آج حضور نبی اکرم ﷺ کے طرزِ عمل کی پیروی نہیں کرتے جس بناء پر آج امتِ مسلمہ زوال کا شکار ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری آج امتِ مسلمہ کو حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی پیروی کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔

۵۔ مدینہ یونیورسٹی کیپ ٹاؤن

24 اپریل 2017ء محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈائریکٹر مدینہ یونیورسٹی کیپ ٹاؤن حافظ محمود خطیب ایڈووکیٹ کے ہمراہ یونیورسٹی میں تشریف لے گئے جہاں سیکڑوں طلبہ کو آپ نے خطاب فرمایا۔ اساتذہ بھی موجود تھے۔ آپ کا موضوع ''ایکسٹریمسٹ مسلم یوتھ'' تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نوجوان کسی بھی قوم کی ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہوتے ہیں۔ اگر یوتھ صحیح راستے پر چل پڑے تو قوموں کی تقدیریں بدل جاتی ہے۔ آج بدقسمتی سے بجائے ہمارے نوجوانوں کو دن رات گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ان کی ذہن سازی کرکے انہیں دہشت گرد بنایا جارہا ہے۔ آج نوجوانوں کی جوانیوں کو پاکیزہ کرنے، انہیں مکین گنبد خضری ﷺ کے ساتھ جوڑنے اور ان کے سینوں میں عشق مصطفوی کی شمع روشن کرنے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دن رات کوشش کررہے ہیں۔ سیکڑوں تعلیمی و تربیتی مراکز، 550 سے زائد کتب اور 8 ہزار سے زائد DVDs لیکچرز کے ذریعے نوجوانوں کے ذہنوں کی صحیح نہج پر نشوونما کررہے ہیں۔ آئیں منہاج القرآن کے ساتھ منسلک ہوکر نوجوان نسل کو گمراہی سے بچائیں۔

۶۔ معراج النبی ﷺ کانفرنس کیپ ٹاؤن

کیپ ٹاون کا آخری پروگرام مسجد القدس کی انتظامیہ کے زیراہتمام معراج النبی ﷺ کے موضوع پر منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں چار ہزار سے زائد لوگ شریک ہوئے۔ ابراہیم رسول (سابق سفیر)، مولانا سید ہارون الازہری، شیخ سعداللہ، حافظ محمود خطیب، علامہ صادق قریشی، علامہ لطیف چشتی، علامہ طاہر رفیق نقشبندی، فیاض اکبر صدر ویلفیئر، جاوید اقبال صدر PAT، ڈاکٹر عرفان صدر کوٹ شیٹن، اصغر وڑائچ صدر بٹرورتھ، مولانا محمد افضل نائب صدر ڈربن، فیصل بھائی، نعیم، سلیم نذر، اصغر، شیر افضل (پریٹوریا)، رانا آصف جمیل (صدر جوہانسبرگ)، قاری شوکت علی مصطفوی، شیخ عبدالرحمٰن، شیخ مختار احمد، شیخ فواد، سید مدثر علی شاہ، رانا عبدالجبار، چودھری محمد سعید، جان عالم اور علماء کرام، سیاسی و مذہبی شخصیات، تاجر برادری، ایڈووکیٹس نے شرکت کی۔ اس موقع پر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے قرآن وحدیث کے مدلل حوالہ جات اور سائنس کی روشنی میں سفر معراج اور شان مصطفیٰ ﷺ پر روشنی ڈالی۔ عرب علماء کرام بھی اس پروگرام میں شریک تھے۔ آپ نے انگلش اور عربی زبان میں خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں پاکستان ایسوسی ایشن ایسٹرن کیپ، امٹاٹا، ایسٹ لندن، بٹرورتھ، پورٹ سٹن جان، ماؤنٹ ایلف، ماؤنٹ فرید، تابنکولو، کونمبو اور لسیکی سیکی سے پاکستانی کمیونٹی کے تاجر، ڈاکٹرز، علماء، نوجوان اور عوام الناس کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔

۷۔ معراج النبی ﷺ کانفرنس Umtata

25 اپریل کو محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کیپ ٹاون سے ایسٹ لندن (ایسٹ کیپ) ایئر پورٹ پر تشریف لائے۔ اصغر وڑائچ، علامہ لطیف چشتی، افضل چودھری، چودھری نعیم نذر، فیصل وٹو اور کثیر تعداد میں تحریکی کارکنان نے آپ کا استقبال کیا۔ شام کو Umtata کی سب سے بڑی جامع مسجد میں معراج النبی ﷺ کانفرنس میں شرکت فرمائی اور آقا

علیہ الصلوۃ والسلام کا سفر معراج اور اس کے حقائق پر روشنی ڈالی۔

☆ بعد ازاں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے امٹاٹا میں باقاعدہ تنظیم سازی کی جس میں فیصل وٹو کو صدر MQI، اصغر واڑنچ جنرل سیکرٹری، نائب صدر علامہ لطیف چشتی (ڈائریکٹر دعوت و تربیت)، سلیم نذر کو MWF، فیاض اکبر کو PRO، عبدالخالق (صدر تابنکولو)، قاری خادم حسین (صدر کونمبو) کی ذمہ داریاں عنایت فرمائیں۔

۸۔ ڈربن آمد

امٹاٹا سے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری ڈربن کے لئے روانہ ہوئے۔ پورٹ شیٹن پر ڈاکٹر عرفان (صدر MQI) نے کثیر تحریکی کارکنان کے ہمراہ آپ کا استقبال کیا۔ بعد ازاں ڈربن اوور پورٹ پر امیر تحریک محترم علامہ رفیق علی شاہ (ممبر پارلیمنٹ)، سرپرست منہاج القرآن عمر تارمحمد، زاہد تار، ایوب طفیل، منیر احمد، ذاکر رفیق، نادر رفیق، طاہر افضل، ظاہر افضل، عبدالکریم، علامہ طاہر رفیق نقشبندی اور ڈربن تنظیم نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا یہ دورہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دورۂ ساؤتھ افریقہ کے 23 سال بعد ہو رہا تھا۔ اس دورۂ کے انتظام و انصرام میں علامہ طاہر رفیق نقشبندی اور علامہ صادق قریشی (گلوبل ایمبیسیڈر اور نائب امیر MQI) کی کاوشیں شامل حال ہیں۔ علامہ رفیق علی شاہ، اسماعیل خطیب، ممبر تارمحمد، نعیم ورک، مولانا افضل، چوہدری علامہ لطیف چشتی، فیاض اکبر، اصغر وڑانچ کی ان تھک 20 سالوں کی کاوشوں کا یہ ثمر تھا کہ اس سرزمین پر منہاج القرآن انٹرنیشنل کا بول بالا ہوا اور چھ صوبوں میں باقاعدہ عظیم الشان پروگرام منعقد کئے گئے۔ عرصہ دو سال سے رانا آصف جمیل، جاوید اعوان، جاوید میاں، بشارت علی انجم، علی احمد تارڑ، قاری شوکت علی مصطفوی، مرزا صفدر (MP)، علامہ عبدالرؤف نعیمی، سید مدثر شاہ قادری، چوہدری سعید، جان عالم، شیر افضل، سید عمر ایڈووکیٹ، حاجی ٹونی آدم (مرحوم)، اسد حسین، زبیر گیلانی، عبداللہ جان، شاہ جہان، ملک عظیم، اکرار حسین (جاپان)، اکمل نقوی (جاپان)، اشفاق احمد (جاپان)، فیاض احمد، علامہ ایوب طفیل قادری، علامہ محمد رفیق اعظم افریقی منہاجین، عمیر صابر، علامہ قاری محمد ریاض نقشبندی (رضا جامع مسجد)، محمود خطیب ایڈووکیٹ، استخار احمد، حافظ معراج، ارسل اعوان کی خدمات قابل ذکر ہیں۔

۹۔ مینارہ چیمبر پروگرام

2020 وژن مینارہ چیمبر جہاں تمام مسلم NGO's کے لیڈرز اکٹھے ہوتے ہیں اور مسلمانوں کیلئے معاشی تعلیمی ثقافتی، میڈیکل اور کلچر کے حوالے سے مقامی اور بین الاقوامی مسلمانوں کی ترقی کیلئے پلان کرتے ہیں۔ اس پروگرام میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ اس پروگرام میں ابراہیم واوڈا چیئرمین 2020 وژن اور کئی تنظیمات کے چیئرمین اور ڈائریکٹرز بھی شریک ہوئے۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن کی ذیلی تنظیمات اور MWF کے تحت انٹرنیشنل تحریکی سرگرمیوں سے آگاہ کیا کہ منہاج القرآن کس طرح تعلیمی، تربیتی اور معاشی و سیاسی حوالے سے اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

ابراہیم واوڈا چیئرمین 2020 وژن نے اس موقع پر منہاج القرآن کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا۔ پروگرام میں امیر تحریک علامہ رفیق علی شاہ (ممبر آف پارلیمنٹ) نے بھی اظہار خیال کیا۔

۱۰۔ بعد ازاں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے ڈربن میں موجود صوفی غلام محمدؒ کے بیٹے حضرت بھائی جان (باوا) چشتی حبیبی کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ اس موقع پر صاحب سجادہ محترم صوفی محمد شکیل احمد حبیبی چشتی سے بھی

ملاقات ہوئی۔ Sherewoos ڈربن میں یہ عظیم روحانی مرکز ہے جہاں ہزاروں لوگ حاضری دیتے ہیں۔ صاحب سجادہ نے محترم ڈاکٹر صاحب کا استقبال کیا اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

۱۱۔ اس دورہ کے دوران محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے حاجی فاروق آدم(ٹونی) مرحوم کی رہائش گاہ Vergenia ڈربن نارتھ میں حاجی صاحب کے بیٹے حسین آدم اور ان کی فیملی سے تعزیت کی اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی طرف سے تعزیتی پیغام پہنچایا۔ علامہ صادق قریشی، رفیق علی شاہ (امیر تحریک)، علامہ طاہر رفیق، محمد امین کونسلر، جاوید اقبال، آصف جمیل رانا، مولانا محمد افضل چوہدری اور تحریکی کارکنان بھی اس موقع پر موجود تھے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اس موقع پر حاجی فاروق آدم مرحوم کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا اور ان کے لئے لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ کا اعلان کیا۔

حسین آدم نے کہا کہ جیسے میرے والد گرامی حاجی فاروق آدم (ٹونی) مشن کے ساتھ وابستہ تھے ان شاء اللہ میں اسی طرح رابطہ رکھوں گا، ہمیں آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی اور آپ کے مشکور ہیں کہ آپ شیخ الاسلام کی طرف سے پیغام تعزیت لے کر یہاں تشریف لائے ہیں۔

۱۲۔ 28 اپریل کو فنیکس رضا جامع مسجد میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے نماز جمعہ کا خطاب ارشاد فرمایا۔ اس پروگرام میں ڈیڑھ ہزار سے زائد احباب نے شرکت کی۔ ڈاکٹر صاحب نے Living Islam as a minority in Multi Culture کے موضوع پر خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ ہمیں دوسرے مذاہب کے لوگوں کا احترام کرنا چاہیے۔ حکمت سے حق کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں۔ ہمیں اپنے اخلاق اور کردار کو آئیڈیل بنانا ہوگا۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کے بغیر ہم دنیاو آخرت میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ تحریک منہاج القرآن مجددیت کی تحریک ہے جو سب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی عملی تصویر پیش کرتی ہے۔

☆ بعد ازاں علامہ قاری ریاض احمد نقشبندی، محمد امین کونسلر اور مقامی کونسلرز و احباب کی طرف سے ظہرانہ پیش کیا گیا۔

۱۳۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا ریڈیو الانصار پر بھی ڈربن سے آتے ہوئے Live انٹرویو نشر ہوا۔ اس انٹرویو اور دیگر پروگرامز کی خبریں مقامی اخبارات میں بھی شائع کی گئیں۔

۱۴۔ علماء و مشائخ ساؤتھ افریقہ اور علمائے نٹال سے علمی نشست

ڈربن میں حافظ اسماعیل خطیب کے ہاں پروگرام منعقد ہوا جس میں ڈربن کے علماء مشائخ، گرے سٹریٹ مسجد کے چیئرمین احمد ولی محمد ایڈووکیٹ، علامہ قاری فیض الرحمٰن (سابقہ ممبر JUP نورانی)، جمعیت علمائے نٹال اور جوہانسبرگ، پریٹوریا، پورٹ شپٹن، منیڈینی، فنیکس، اوور پورٹ اور ڈربن سے کثیر علماء و مشائخ بالخصوص شریک ہوئے۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے تصور امت اور بین الاقوامی سطح پر منہاج القرآن کس طرح کام کررہا ہے اس پر روشنی ڈالی۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام مذاہب یا مسالک اپنے درمیان موجود قدرے مشترک پر اکٹھے ہوجائیں۔ عشقِ رسول ﷺ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں۔ آج چند ایک دین فروش ملاؤں اور پیروں کی وجہ سے مسلمان دنیا میں ذلیل وخوار ہورہے ہیں۔ ہمیں اپنے اندر وسعت ظرف پیدا کرنی چاہئے۔ اسلام انسانیت سے محبت اور تمام مذاہب کے لوگوں کی عزت کرنے کا درس دیتا ہے۔ آج خودکش دھماکہ کرنے والے کس اسلام کی تبلیغ کررہے ہیں۔ دہشت گردی کا اسلام سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔

بعد ازاں سوال جواب کی نشست میں محترم ڈاکٹر صاحب نے شیخ الاسلام اور منہاج القرآن انٹرنیشنل کی علمی وفکری عالمی خدمات کے حوالے سے شرکاء کو آگاہ کیا۔

۱۵۔ ملٹی فیتھ پیس کانفرنس

ساؤتھ افریقہ کے عظیم شہر ڈربن کے خوبصورت سنٹرل سٹی ہال میں 30 اپریل کو عظیم الشان Multi faith Peace Conference منعقد ہوئی جس میں تقریباً تمام مذاہب عیسائی، یہودی، ہندو، افریقین، براہما، راج کماری وغیرہ سے تعلق رکھنے والے سکالرز نے شرکت کی۔ سٹیج کا انتظام و انصرام علامہ رفیق نقشبندی (کوآرڈینیٹر)، علامہ رفیق علی شاہ (امیر تحریک MQI اور ممبر پارلیمنٹ) کے پاس تھا۔ اسماعیل خطیب اور ویمن لیگ ساؤتھ افریقہ کی عہدیدار اُم فروہ نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔ سید عمر فاروق ایڈووکیٹ (ناظم دعوت و تربیت) نے تحریک کا تعارف پیش کیا۔ علامہ صادق قریشی (نائب امیر MQI انگلینڈ) نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی علمی و فکری خدمات کو بیان کیا۔

☆ کانفرنس سے عیسائی بشپ مسٹر روبن فلپ نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم سب ملکر انسانیت کے لیے کام کریں تو کوئی پیچیدہ مسائل سے انسانیت کو بچا سکتے ہیں۔ ہمیں تمام جہتوں پر مل کر آگے بڑھنا چاہیے۔ ساؤتھ افریقہ کے موجودہ ماحول کے تناظر میں ملٹی فیتھ پیس کانفرنس کا انعقاد وقت کی ضرورت تھی جسے منہاج القرآن انٹرنیشنل نے پورا کیا۔ ڈاکٹر طاہرالقادری اور منہاج القرآن انٹرنیشنل کی عالمی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ یہ ایک عظیم تحریک ہے جو پوری دنیا میں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہے۔ ہم محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو ساؤتھ افریقہ تشریف لانے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے یہاں آ کر ہمیں عزت بخشی۔ جنوبی افریقہ میں یہ پہلی کانفرنس ہے جس میں تمام مذاہب کے لیڈرز ایک سٹیج پر بخوشی تشریف فرما ہیں۔

☆ BAHAi مذہب کے رہنما مسٹر Solomzi Skiji نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ خدا کے بندوں کی خدمت کرنا ہی عبادت ہے۔ ہم منہاج القرآن کے مشکور ہیں کہ جنہوں نے اس کانفرنس کا انعقاد کر کے اور تمام مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے عظیم کام کیا۔

☆ ہندو مذہب کی نمائندگی کرتے ہوئے پنڈت راج بھرا نے کہا کہ ہمیں ان حالات میں کہ جب ہر طرف فساد پھیلا ہوا ہے، ایک دوسرے کا احترام کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنے حلقوں میں محبت والفت کا پیغام دینا ہوگا۔ منہاج القرآن نے یہ جو عظیم کام کیا ہمیں ایک جگہ بٹھا دیا ہم اس پر ان کے مشکور وممنون ہیں۔ ہمارے دروازے آپ کے لئے کھلے ہیں، آپ جب چاہیں ہمارے ہاں بھی تشریف لائیں۔

☆ تامل فیڈریشن کے نمائندہ مسٹر ریچڈ گوندر نے بھی امن کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جن کے ذریعے سے آج ہم سب امن کے لئے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح کے پروگرامز منعقد ہونے چاہئیں تاکہ عوام میں بھائی چارے کی فضا پیدا ہو۔

☆ کانفرنس سے بدھ مت کے رہنما مسٹر Previn Vedan اور مسٹر فوم براہما کماری نے خطاب کرتے ہوئے ملٹی فیتھ پیس کانفرنس کے انعقاد کو وقت کی ضرورت قرار دیا اور منہاج القرآن انٹرنیشنل کو قیام امن کی اس کاوش پر مبارکباد پیش کی۔

☆ کانفرنس میں وزیراعلیٰ صوبہ نٹال کی طرف سے شریک ہونے والا نمائندہ نے وزیراعلیٰ کی طرف سے تحریک منہاج القرآن کی اس کاوش کو سراہتے ہوئے کہا کہ گورنمنٹ 2035ء میں ملٹی فیتھ کانفرنس کروانے کیلئے تیاری کر رہی ہے مگر آپ لوگوں نے 18 سال ایڈوانس کام کر دیا۔ ڈاکٹر حسن قادری چیئرمین سپریم کونسل کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور آپ کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے اپنے تعاون کی یقین دہانی کرواتے ہیں۔ میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ان کی پوری ٹیم کو

خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہمارے صدر محترم جیکب ذمہ کی طرف سے بھی اس کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ جب چاہیں ہمارا ہر قسم کا تعاون آپ کو حاصل رہے گا۔ ہماری جماعت ANC ہمیشہ سب کو ساتھ لے کر چلتی ہے۔ گورنمنٹ آف ساؤتھ افریقہ منہاج القرآن انٹرنیشنل کے ساتھ بھرپور تعاون کے لئے تیار ہے۔

☆ ڈربن میئر آفس کی نمائندگی کرتے ہوئے CLLR-MPHUME نے ڈربن ساؤتھ افریقہ گورنمنٹ کی جانب سے چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ جو کام آپ اور آپ کی تحریک نے کیا وہی ہماری جماعت ANC کانگریس کے رہنما نیلسن منڈیلا نے کیا تھا۔ ہم سب مذاہب کے قائدین اور احباب کو شرکت پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ جو آئیڈیا اور پیغام ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے دیا ہے ہم اسے Appreciate کرتے ہیں اور ہماری مشترکہ کاوشیں ساؤتھ افریقہ میں امن کے قیام کیلئے موثر ثابت ہونگی۔

☆ امیر تحریک علامہ محمد رفیق علی شاہ (ممبر پارلیمنٹ) نے چیئرمین سپریم کونسل کو خطاب کی دعوت دی۔ چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے Peace کے موضوع پر قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل خطاب فرمایا۔ آپ نے سب مہمانوں کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا۔ خصوصاً میئر آفس اور حکومتی نمائندگان کا بھی شکریہ ادا کیا کہ جنہوں نے تحریک منہاج القرآن کی دعوت پر اس عظیم الشان پیس کانفرنس میں شرکت کی اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے اس پروقار کانفرنس کے انعقاد پر ڈربن منہاج القرآن کی پوری ٹیم بالخصوص امیر تحریک علامہ رفیق شاہ (ممبر آف پارلیمنٹ) اور علامہ طاہر رفیق نقشبندی (کوآرڈینیٹر) منہاج القرآن ساؤتھ افریقہ اور پورے ملک سے آئی ہوئی تنظیمات کے صدور، امراء، عہدیداران اور ممبرز کا اپنے اپنے علاقوں میں کامیاب پروگرامز کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور دعائیہ کلمات سے نوازا۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے فرمایا کہ ہم مختلف مذاہب کے لیڈر ایک جگہ تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم پر جمع ہیں۔ ہم جملہ مذاہب عالم کی قدر کرتے ہیں۔ ہمارا خدا ایک ہے، ہم کسی ایک نکتے پر مل کر کام کرسکتے ہیں۔ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جو خدا کو نہ مانتا ہو اور امن کا متلاشی نہ ہو۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل نے ویمبلے لندن کانفرنس میں انٹرنیشنل پیس کانفرنس کا انعقاد کرکے پوری دنیا کے مذاہب کو ایک سٹیج پر اکٹھا کیا اور آج اسی کی کڑی ڈربن سٹی ہال میں ہم اکٹھے ہیں۔ قتل وغارت، دہشت گردی، زائینوفوبیا جیسے تباہی وبربادی والے عوامل کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ لوگوں کا جان ومال عزت وآبرو محفوظ ہونی چاہیے تاکہ وہ اپنی عبادات میں محفوظ ہوں۔

ہم جس نبی کے ماننے والے ہیں جس خدا کے چاہنے والے ہیں، وہ رحمت و برکت، امن والی عظیم ہستیاں ہیں۔ اپنے بندوں سے بہت پیار کرنے والے ہیں۔ وہ کبھی بھی خون بہانے کی اجازت نہیں دیتے۔ ہر دین ہر مذہب امن کا پیغام بر ہے۔ ہم میں جو قدریں مشترک ہیں انسانیت کے لئے فائدہ مند ہیں، ان قدروں پر مل کر کام کرنا چاہیئے۔ عظیم لیڈر نیلسن منڈیلا نے جب اس ملک میں آزادی کی طویل جنگ لڑی تو آزادی حاصل کرنے کے بعد کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ یہی اسلام ہے۔ آخرالزماں نبی ﷺ نے جب اپنا آبائی شہر مکہ فتح کیا تھا تو سب دشمنوں کا معاف فرمادیا تھا۔ یہی اسلام ہے۔ اسلام کا معنی ہے سلامتی و امن۔ ہم امن کا پیغام لے کر اس ملک میں آئے ہیں۔ آج دہشت گردی کا الزام مسلمانوں پر لگایا جارہا ہے، ایک منصوبے کے تحت ہمیں بدنام کیا جارہا ہے۔ اسلام اس کی ہرگز تعلیم نہیں دیتا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس تحریک کے ذریعے پوری دنیا میں اسلام کے حقیقی پیغام امن کو فروغ دینے اور انسانیت کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

☆ پروگرام کے آخر میں ساؤتھ افریقہ کی ٹاپ NGO's کے سربراہان جنہوں نے انسانیت کے لئے ساؤتھ افریقہ اور باہر دوسرے ملکوں میں بہت خدمات پیش کیں، ان کے سربراہان کو ایوارڈز دیئے گئے۔ اس ضمن میں ساؤتھ افریقہ کی سب سے بڑی

جماعت Gift of Givers کے چیئرمین ڈاکٹر امتیاز یوسف، میمن کمیٹی کے سربراہ اور گرے سٹریٹ مسجد کے چیئرمین احمد ولی محمد ایڈووکیٹ اور عیسائی مذہب کے سکالر Bishop Rubin Phillip کو منہاج القرآن انٹرنیشنل (SA) کی طرف سے چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ سے نوازا۔ اس موقع پر حاجی فاروق آدم (ٹونی) مرحوم اور ایڈووکیٹ سید عمر فاروق ناظم دعوت و تربیت کو بھی ان کی خدمات پر ایوارڈ پیش کیا گیا۔

☆ کانفرنس میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور دیگر مہمانان گرامی نے تحریک منہاج القرآن کے امراء و صدور اور جنرل سیکرٹریز کو حوصلہ افزائی کی سندات سے نوازا۔ جن میں علامہ لطیف چشتی، فیصل وٹو، سلیم نذر، فیاض اکبر، اصغر وڑائچ، قاری شوکت علی مصطفوی، رانا آصف جمیل، جاوید اقبال اعوان، جاوید میاں، شیر افضل، مرزا صفدر اقبال، نظام الدین، بشارت علی انجم، علی احمد تارڑ، علامہ عبدالرؤف نعیمی امیر، جان عالم، سید مدثر علی شاہ قادری، محمود خطیب صاحب، علامہ ایوب طفیل قادری، سعید قادری، محمد افضل چوہدری، فیاض احمد منیر احمد، ذاکر رفیق، طاہر چوہدری، عبدالکریم، علامہ طاہر رفیق، علامہ صادق قریشی، علامہ رفیق علی شاہ، ہاشم ستار، اسماعیل خطیب شامل ہیں۔

کانفرنس کے اختتام پر افریقن مسلم کمیونٹی کے محترم ابوبکر نے اختتامی دعا کروائی۔

۱۶۔ ورکرز کنونشن کا انعقاد

منہاج القرآن انٹرنیشنل ساؤتھ افریقہ کے زیر اہتمام پاکستان ایسوسی ایشن ہال میں ورکرز کنونشن کا انعقاد کیا گیا جس میں ملکی وصوبائی تنظیمات نے بھرپور شرکت کی۔ چیئرمین سپریم کونسل نے آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے ہدایات فرمائی اور ساؤتھ افریقہ کے 6 صوبوں کو 5 زون میں تقسیم کیا گیا اور درج ذیل عہدیداران کو نئی ذمہ داریاں سونپی گئیں:

۱۔ (صدر KZN) علامہ طاہر رفیق نقشبندی ۲۔ (صدر ایسٹرن کیپ) محمد فیصل بشیر وٹو

۳۔ (صدر ویسٹرن کیپ) رانا عبدالجبار ۴۔ (صدر فری اسٹیٹ) بشارت علی انجم

۵۔ (صدر MP & G.P) رانا محمد آصف جمیل ۶۔ (PAT کنوینئر) جاوید اقبال اعوان

☆ علامہ رفیق علی شاہ کو مرکزی امیر منہاج القرآن انٹرنیشنل ساؤتھ افریقہ مقرر کیا گیا۔

یکم مئی 2017 بروز سوموار چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اپنے کامیاب دورہ ساؤتھ افریقہ مکمل کرنے کے بعد تنظیمی و دعوتی وزٹ پر یورپ تشریف لے گئے۔ روانگی سے قبل پاکستان ایسوسی ایشن ڈربن ساؤتھ افریقہ کے چیئرمین ڈاکٹر اختر حسین، صدر راجہ آصف عباسی اور دیگر احباب کی طرف سے ظہرانے کا اہتمام کیا گیا جس میں بزنس کمیونٹی کے احباب نے شرکت کی۔ اس موقع پر آپ نے گفتگو فرماتے ہوئے کہا کہ دیارِ غیر میں ہم نے سیاست نہیں کرنی بلکہ ہمیں اپنے وطن کا نام روشن کرنا ہے۔ سب کی قدر کرنی ہے۔ آپ یہاں اپنی نسلوں اور دوستوں کی طرف توجہ دیں، پیار محبت سے رہیں، اپنے کاموں میں خوب محنت کریں تا کہ آپ ترقی کر سکیں، اسی میں آپ سب کی بقا ہے۔

عمر تار محمد، علامہ محمد رفیق شاہ، علامہ طاہر رفیق نقشبندی، علامہ لطیف چشتی، افضل چوہدری، علامہ صادق قریشی، رانا محمد آصف جمیل، بشارت علی انجم، خالد رفیق، سلیم نذر، فیصل وٹو، عمیر، منیر، منیر احمد، ایوب طفیل، فیاض احمد، اشفاق احمد، عبدالکریم، رضوان بھائی، ذاکر رفیق، نادر رفیق، ظاہر چوہدری، طاہر چوہدری، ہاجرہ افضل، مسعود قادری، ابراہیم قادری، آمنہ طفیل، عثمان تار محمد اور بہت سے احباب نے آپ کو ساؤتھ افریقہ سے الوداع کیا۔

❁❁❁❁❁

پاکستان عوامی تحریک کے یوم تاسیس پر منعقدہ تقریب

تبدیلی نظام کی انقلابی جدوجہد کے 28 سال

قائد انقلاب کی بصیرت، انقلابیوں کی قربانیاں، ماڈل ٹاؤن کے شہداء ہماری نظریاتی قوت

خصوصی رپورٹ: ساجد محمود بھٹی

25 مئی 1989 کو قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ''پاکستان عوامی تحریک'' کے قیام کے ساتھ اس ملک میں سیاسی انقلابی جدوجہد کا آغاز کیا، یوں تو یہ عظیم سفر 28 سالوں پر محیط ہے اور اس میں بہت سے سنگ میل عبور کیے گئے، مختصر وقت میں اس تمام سفر کو الفاظ میں قید کرنا ممکن نہیں لہٰذا کوشش کریں گے کہ پاکستان عوامی تحریک کی فکر اور انداز کار کے بارے میں پائے جانے والے چند اشکالات کو واضح کیا جائے۔

سب سے پہلے قارئین کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ پاکستان عوامی تحریک کوئی روایتی سیاسی جماعت نہیں ہے اور نہ ہی قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری روایتی سیاستدان ہیں کیونکہ ''سیاستدان اگلے انتخابات جبکہ ایک لیڈر اگلی نسلوں کے بارے میں سوچتا اور عمل کرتا ہے'' ہم سیاسی جدوجہد کی تمام جہتوں پر عمل کے قائل ہیں، صرف انتخابی مشق کو ہی سیاسی جدوجہد نہیں سمجھتے ہم انتخابی عمل کو جائز اور ضروری سمجھتے ہیں مگر خالصیت اور اس کی روح کے ساتھ۔

یہ ہی وجہ ہے کہ پاکستان عوامی نے تحریک 1990 کے انتخابات کے فوری بعد طویل بحث، مباحثوں کا آغاز کیا اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ پاکستان اور پاکستانی عوام کی ترقی اور خوشحالی کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ''موجودہ کرپٹ نظام انتخابات ہے '' لہٰذا PAT نے اس نظام کی تبدیلی کیلئے عملی جدوجہد کا آغاز کیا جو مختلف منزلیں طے کرتے ہوئے جاری وساری ہے۔

اس سفر میں قائد انقلاب نے عوام پاکستان کو متحرک اور منظم کرنے اور اپنے پروگرام اور منشور کو عام کرنے کیلئے ملک گیر دورہ جات کیے، اس عظیم سفر میں قائد انقلاب چاروں صوبوں سمیت آزاد کشمیر کے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ گئے اور فقید المثال کانفرنسز سے خطاب کیے، تاریخ گواہ ہے کہ قائد انقلاب نے جس انداز میں ملک گیر طوفانی دورہ جات کیے پاکستان کی تاریخ میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ ملک بھر میں اس نظام کے خلاف بیداری شعور کے لیے ہزاروں رضا کاران پر مشتمل عوامی تعلیمی مراکز کا قیام 1998ء میں قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سربراہی ''پاکستان عوامی اتحاد'' کا قیام جس میں محترمہ بینظیر بھٹو، محترم نواب زادہ نصیر اللہ خان، محترم حامد ناصر چٹھہ، محترم مرزا محمد اسلم بیگ اور دیگر 23 جماعتوں کے قائدین شریک تھے۔ عوامی اتحاد کے پلیٹ فارم سے ملک گیر تحریک چلائی گئی جو نواز حکومت کے خاتمے پر منتج ہوئی۔

2000ء کے انتخابات میں ہزاروں کی تعداد میں کونسلرز، ناظمین اور نائب ناظمین کامیاب ہوئے، 2004ء سے 2012ء تک ایک ''کروڑ نمازیوں'' کی تیاری'' بیداری شعور'' کے سفر کا آغاز ہوا، ہر مرحلہ پر پاکستان عوامی تحریک کے تنظیمی نیٹ ورک کو پھیلاؤ اور استحکام ملا اور تحریک کے کارکنان کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوا جس کا اظہار 23

دسمبر 2012 کو مینار پاکستان پر ہونے والے ''عوامی استقبال'' کے پروگرام کے ذریعے دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک ملین سے زائد لوگ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے استقبال کیلئے اپنے خرچ پر جمع ہوئے۔

پاکستان عوامی تحریک جمہوریت اور جمہوری عمل پر یقین رکھتی ہے مگر بدقسمتی سے جمہوریت سے مراد پانچ سال بعد محض انتخابی عمل اور ووٹ کی ایک پرچی کا صندوق میں ڈال دینا ایک بے وقت اور برائے نام پارلیمنٹ اور حکومت کی تشکیل ہی رواج پا چکا ہے جبکہ انتخابات ،سیاست اور جمہوریت کا ایک جزو ہے، پاکستان عوامی تحریک سمجھتی ہے کہ جمہوریت محض عارضی عمل کا نام نہیں بلکہ ایک رویے کا نام ہے۔

اس ملک میں 70 سال سے انتخابی عمل جاری ہے مگر جمہوریت نہ آسکی، موروثی سیاست مزید جڑیں مضبوط کررہی ہے، ادارے تباہی کی طرف جارہے ہیں، آئین کا پہلا آدھا حصہ (آرٹیکل 40) عملاً معطل کر دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ بے وقعت ہوتی جارہی ہے، اہم قومی اور بین الاقوامی امور پارلیمنٹ سے باہر طے کیے جارہے ہیں۔ اسمبلی میں منظور ہونے والی 26 ترامیم میں سے ایک ترمیم بھی عوامی حقوق کے تحفظ اور فراہمی کے لیے نہیں کی گئی اور آہستہ آہستہ اب طرز حکمرانی بھی جمہوریت کی بجائے ''خاندانی بادشاہت'' میں تبدیل ہوتی جارہی ہے۔ بڑے بڑے جرائم اور کرپشن پر کوئی احتساب نہیں کوئی گرفت نہیں بلکہ ملزمان شان وشوکت پاتے ہیں۔

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور دیگر سیاستدانوں میں یہ ہی فرق ہے کہ دیگر لوگ کسی بھی طرح انتخابات میں اپنی سیٹ جیتنے کیلئے کوشاں ہیں جبکہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری 70 سال سے جاری اس ''بے نتیجہ مشق'' کی بجائے پورے نظام کو تبدیل کر کے ایک ایسے نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کررہے ہیں جس میں عام آدمی کو طاقت ملے، ادارے مضبوط ہوں، 70 سال سے ملک اور عوام پر ''قابض مافیا'' سے عوام کو نجات حاصل ہو۔

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا کردار محض ایک سیاستدان کا نہیں بلکہ ایک رہبر اور ایسے صاحب بصیرت رہنما کا ہے جو آنے والے حالات کو قبل از وقت دیکھ لے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے آج تک جو کچھ تجزیہ کیا اور بیان فرمایا وقت اور حالات نے سچ ثابت کیا، اسی وجہ سے مخالفین بھی کہنے پر مجبور ہیں کہ ''ڈاکٹر طاہر القادری سچ کہتے ہیں''

مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی بات ان ''دانشوران'' قوم کو سمجھ اس وقت آتی ہے جب چڑیاں کھیت چگ چکی ہوتی ہیں۔

پاکستان عوامی تحریک اور ڈاکٹر طاہرالقادری کی سیاسی جدوجہد پر نظر ڈالیں تو بہت سے سنگ میل عبور ہوئے بیداری شعور کی تحریک میں عوامی قوت میں اضافہ اور 23 دسمبر کو لاکھوں لوگوں کی شرکت پاکستان عوامی تحریک کی عوام میں مقبولیت اور قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے پیغام کی موثریت کا ثبوت ہے۔ 23 دسمبر کے عظیم الشان جلسہ میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ''لانگ مارچ'' کا اعلان کیا۔ صرف 17 دن کے نوٹس پر اسلام آباد کی جانب ''لانگ مارچ'' سرد ترین موسم میں مرد وخواتین اور بچوں کی شرکت اور قربانیاں بے مثال اور لازوال ہیں، اس لانگ مارچ کے موقع پر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے انتخابی اصلاحات کیلئے جس پیکیج کا اعلان کیا تھا اگر ''تبدیلی'' کی خواہشمند قوتیں اس وقت ان انتخابی اصلاحات کا ساتھ دیتیں تو دھاندلی کے نام گریہ و زاری کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ مگر تاریخ کے اوراق میں ڈاکٹر طاہر القادری کی کاوش کو ہمیشہ سنہری حروف میں یاد رکھا جائے گا۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس قوم کو آئین کا

شعور دیا، عوام کو پہلی دفعہ آئین کی دفعات کے ساتھ اپنے حقوق کا علم ہوا، اس نظام کا گھناؤنا چہرہ بے نقاب ہوا۔

بیداری شعور کی اس جدوجہد کے اگلے مرحلہ میں دوسرے دھرنے کا اعلان 17 جون کو 14 نہتے شہریوں کا قتل عام ڈاکٹر طاہر القادری کی وطن واپسی، طیارے کا لاہور موڑا جانا، ماڈل ٹاؤن کا محاصرہ، کارکنان کی گرفتاریاں اور تشدد ،قربانیاں کا وہ سلسلہ ہے جس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی جو سلسلہ آج بھی جاری ہے، کارکنان نے نہ صرف قربانیاں دیں بلکہ قاتلوں کی جانب سے کروڑوں روپے کے لالچ اور ہر طرح کے نقصان کی دھمکیوں کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھا، اس کے بعد کم و بیش تین ماہ تک ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بزرگوں، نوجوانوں ار بچوں کا ہر طرح کے مشکل ماحول میں دھرنے میں شریک رہنا ایک عظیم مقصد کیلئے جدوجدہ کا مینارہ نور ہے۔

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور پاکستان عوامی تحریک کی کاوش اور فکر کو سمجھنے کیلئے روایتی پیمانے اور آئینے اتارنے ہونگے۔ ایک ایسے دور میں جب سیاستدان مال بنانے، اپنی اولادوں کو ''ولی عہد'' اور خدا جانے کیا کچھ بنانے کے عمل میں مصروف ہوں، اس دور میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی 28 سالہ جدوجدہ کے ذریعے ایک ایسی ''انقلابی نسل'' تیار کی ہے جو ظلم کے خلاف لڑنا اور مرنا جانتی ہے اگر یہ انقلابی ذرہ بھر حرکت کریں تو ایوانوں میں آج بھی لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ 70 سال سے مجبور، محروم، مایوسی کے گڑھے میں گری ہوئی عوام کو بیدار کرنا اور وہ بھی ایسے ماحول میں جب حاکم، بادشاہان وقت سامراجی نمائندے، لالچ اور قوت کا ہر حربہ بھی اختیار کرتے ہیں۔

لاکھوں انقلابیوں، سرفروشوں کی تیاری کسی انقلاب سے کم نہیں

ایک وقت وہ تھا جب موجودہ کرپٹ نظام کو ''مقدس ترین'' شمار کرتے ہوئے اسے ''پوجا'' جاتا تھا،اس نظام کے خلاف بات ملک دشمنی تصور ہوتا تھا مگر پاکستان عوامی تحریک کی اس نظام کے خلاف معرکتہ آلارا بے مثال جدوجہد کے نتیجہ میں آج کوئی بھی ٹی وی پروگرام اس وقت تک عوام میں مقبولیت نہیں پا سکتا جب تک نظام کے ''مکروہ چہرے کا گھناؤنا پن بے نقاب نہ کرے۔

پاکستان عوامی تحریک کی اس جدوجہد سے قبل لوگ اکثر کہا کرتے تھے کہ اس ملک میں کچھ نہیں ہو سکتا مگر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے آج عوام کو آگہی اور زبان دی، اپنے حقوق کیلئے لڑنا سکھایا، یہ ہی وجہ ہے کہ اس وقت ہر طبقہ اور ہر شعبہ کے افراد اپنے حقوق کیلئے سڑکوں پر نکلتے ہیں، ہر روز کسی نہ کسی شہر میں ''دھرنا'' ہوتا ہے، کاش یہ دھرنے ہمارے دھرنے کے ساتھ ہوا کرتے تو آج یہ دھرنے نہ دینا پڑتے مگر حق کیلئے احتجاج کی رسم چل نکلی ہے جس کا سہرا ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے سر ہے اور یہ سفر آگے بڑھے گا

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ انقلابی جدوجہد کوئی آسان اور ریاضی کے فارمولے 2+2=4 کی طرح کا عمل نہیں ہے۔ یہ جہد مسلسل ہے جس نظام کے خلاف ہم جنگ لڑ رہے ہیں اس نظام سے فائدہ اٹھانے والے (محافظ) اسکو بچانے کیلئے کوشاں ہیں، اس نظام کے محافظ ''آئین'' اور ''جمہوریت'' کے نام پر اپنے مفادات کی خاطر، اداروں کے تحفظ اور بقاء کے نام پر اس قوم کے ساتھ دھوکہ کررہے ہیں۔اس نظام کہن کی تبدیلی سامراجی ایجنٹوں اور ''کاروباری سیاستدانوں'' کی سیاسی اور مفاداتی موت کا باعث ہے۔ اس لیے اس نظام کی بقاء کیلئے وہ سارے متحد ہیں۔ ان میں ''مختلف لباسوں'' اور مختلف حلیوں کے لوگ پائے جاتے ہیں لہٰذا وہ اپنی حکمت عملی بنائیں گے ہمیں اپنی حکمت عملی بنانا ہے۔

سلام ہے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ذات اور قیادت کو جنہوں نے اس نظام کو چیلنج کیا، لاچار اور غریب و نادار کارکنوں کے ساتھ اس نظام پر کاری ضربیں لگائیں، گو کہ اس ''کرپٹ نظام'' کی دیواریں نہ گر سکیں مگر انقلابیوں کی ضربوں سے اس نظام کی دیواروں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں اور اس کی خستہ اینٹیں آہستہ آہستہ اپنی جگہ چھوڑ رہی ہیں۔ کرپٹ نظام کی اس دیوار کے مکمل طور پر مسمار ہونے تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی، ہمارے حوصلے جوان ہیں اور ہم پر دم پرعزم ہیں۔ آج اس کرپٹ نظام کے ''ہمنواؤں'' میں کمی جبکہ اس کرپٹ نظام کے ''باغیوں'' کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ہمیں عوام کو بیدار کرنا ہے، اپنی قوت میں اضافہ کرنا ہے، بیداری شعور کی جدوجہد کو آگے بڑھانا ہے، جس وقت بھی قیادت سمجھے گی کہ اب اس دیوار کو مسمار کرنے کے لیے ہمیں ایک اور ضرب لگانا ہے تو ہم تن من دھن کی بازی لگا کر اس کرپٹ نظام کی دیوار پر پوری قوت سے ضرب لگائیں گے اور انشاء اللہ اس نظام کا خاتمہ ضرور ہوگا اور غریب عوام سربلند ہونگے۔

یوم تاسیس کے موقع پر ہم شہداء کی شہادتوں، کارکنوں کی قربانیوں، قائد انقلاب کی قیادت اور بصیرت اور عظیم انقلابی مجاہدوں کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور تجدید عہد وفا کرتے ہیں کہ ہم عظیم ''عوامی انقلاب'' کی منزل کے حصول کے لیے بے خوف اور پرعزم ہیں اور اس مقصد کے حصول کیلئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔ اپنے مقصد کے حصول کیلئے پاکستان عوامی تحریک انتخابی میدان کو بھی خالی نہیں چھوڑے گی۔ آنے والے انتخابات میں انقلابی منشور کے ساتھ بھرپور شرکت کرے گی۔

❁❁❁❁❁

کارکنان و تنظیمات متوجہ ہوں!

تجدید و احیائے دین، دعوت و تبلیغ حق، اصلاح احوال امت اور ترویج و اقامت اسلام کے عظیم مصطفوی مشن کے فروغ کے لئے کوشاں

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن

فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور تحریک منہاج القرآن کے مصطفوی پیغام کو
اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات
دوست احباب اور علاقے کی موثر شخصیات تک پہنچانے کے لئے

سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں

365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-111-140-140 Ext:128
www.minhaj.info Email:mqmujallah@gmail.com

ضربِ امن
ZARB E AMN

قیامِ امن کیلئے قرار دادِ امن

ملک بھر میں قراردادِ امن پر دستخطی مہم اور Say no to terrorism کیمپس کا انعقاد

رپورٹ: مظہر محمود علوی

دہشت گردی کی لہر نے اس وقت پوری دنیا بالخصوص پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ انتہا پسندی اور دہشت گردی کا عفریت پوری طرح چھایا ہوا ہے جس میں آئے روز معصوم اور بے گناہ انسان اپنی جانیں گنوا رہے ہیں۔ انسانیت کی سلامتی اور بقا کا انحصار انتہا پسندی اور دہشت گردی سے کلیتاً چھٹکارا پانے میں ہی مضمر ہے۔ خالقِ کائنات تمام مخلوقات پر نہایت مہربان، انتہائی رحم فرمانے والا ہے اور نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ سراپا رحمت اور مجسم شفقت ہیں۔ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے، لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ سراپا رحمت نبی اکرم ﷺ کے نام لیوا ایک دوسرے کا گلا کاٹتے پھریں؟ انتہا پسندی اور دہشت گردی کے تمام اقدامات سراسر آپ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہیں اور کسی طور دینِ اسلام میں شمار نہیں ہوسکتے۔ بنا بریں امت محمدیہ کا ہر فرد اخوت، رواداری، اعتدال، برداشت اور شفقت و رحمت کا پیکر ہونا چاہئے۔ دہشت گردی کے اس عالم گیر فتنے کے خلاف ہم سب کو متحد ہوکر مشترکہ جدوجہد کرنا ہوگی کیونکہ اس لعنت کا تدارک جتنی جلد ممکن ہوسکے، ملک وملت کے حق میں اتنا ہی بہتر ہوگا۔

ربع صدی سے امت مسلمہ بالعموم اور وطن عزیز بالخصوص جس تنگ نظری، انتہاء پسندی، شدت پسندی اور دہشت گردی کی عالمی جنگ کی لپیٹ میں ہے، اس کو قائدِ ملتِ اسلامیہ سفیرِ امن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے عالمی سطح پر دنیا بھر میں مختلف زبانوں میں دہشتگردی کے خلاف فتویٰ، نصابِ امن اور عالمی امن کانفرنسز کی صورت میں علمی، فکری اور نظریاتی محاذ پر فرنٹ لائن پر Counter کیا ہے۔ جس سے دنیا بھر میں اسلام کا تشخص بحال ہوا۔

اب تحریک منہاج القرآن اور اس کے جملہ فورمز (MYL,MSM,MWL) بالخصوص منہاج القرآن یوتھ لیگ نے انتہاء پسندی دہشت گردی کے خلاف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ان فکری ونظریاتی خدمات کو ایک بہت بڑی ملک گیر مہم ضربِ امن کی صورت میں لانچ کیا ہے، جس کے ذریعے منہاج القرآن یوتھ لیگ کے کارکنان Peace Workers اور Peace Ambassadors کی صورت میں تحصیلات، یونین کونسلز، وارڈز اور دیہات میں Door to Door جارہے ہیں اور امن، محبت، برداشت اور رواداری کے پیغام پر مشتمل شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی مرتب کردہ قرار داد امن پر دستخط کروارہے ہیں اور انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اپنا کردار ادا کررہے ہیں۔ یوں ملک ضرب امن مہم کے ذریعے لاکھوں افراد قرار داد امن پر دستخط کرکے عالمی سطح پر پیغام دیں گے کہ پاکستان

کی اکثریت نہ صرف تنگ نظری، انتہا پسندی اور دہشت گردی سے لاتعلقی کا اعلان کرتی ہے بلکہ انسانیت کے لئے امن، محبت، برداشت اور رواداری کے کلچر کے فروغ کے لئے ''سفیرِ امن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری'' کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

ضربِ امن (قرار دادِ امن دستخطی مہم) کے مقاصد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دہشت گردی و انتہاء پسندی کی فکری بیخ کنی کے لئے ''ضرب عضب'' کے ساتھ ''ضرب امن'' کو وقت کی آواز قرار دیا ہے۔ اس ضربِ امن کو کامیاب بنانے کے لئے ہر فرد کو اس کڑے وقت میں آقا ﷺ کے سپاہی کی حیثیت سے فکری محاذ پر عملی کردار ادا کرنا ہوگا اور قوم کو خوابِ غفلت سے جگانے کے لئے میدانِ عمل میں اترنا ہوگا۔ فروغِ امن کی اس فکری اور عملی جدوجہد ''ضربِ امن'' کو ہم ان شاء اللہ پاکستان کے ہر شہر قصبہ اور ہر قریہ پہنچائیں گے۔ ہماری یہ مہم تحریک کی دعوت کے فروغ، کارکنان کے تحرک، نظریاتی تربیت اور عوام الناس کی فکری رہنمائی میں غیر معمولی کردار ادا کرے گی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی اس منفرد اور نہایت اہمیت کی حامل ''ضربِ امن'' مہم کے درج ذیل مقاصد ہیں:

۱۔قیامِ امن کے لئے اجتماعی کردار	۲۔اسلام کے تشخص اور تعلیمات کا فروغ
۳۔ دہشت گردی کے خلاف عملی کردار	۴۔ براہِ راست رابطہ عوام مہم اور فروغ دعوت
۵۔کارکنان کو دعوتی عمل میں شریک کر کے متحرک کرنا	۶۔ تنظیمی جمود کا خاتمہ
۷۔کارکنان کی نظریاتی تربیت کا حصول	۸۔عوام الناس کی فکری رہنمائی

☆ ضربِ امن مہم کے زیر اہتمام پاکستان کے ہر صوبائی اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے ساتھ ساتھ اہم اضلاع کی سطح پر 63 کے قریب ٹریننگ ورکشاپس منعقد ہوئیں جن میں 5ہزار پیس ورکر تیار کئے گئے۔ ان پیس ورکرز نے عوامی سطح پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ضربِ امن مہم کے مقاصد اور قرار دادِ امن کو پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

☆ ضربِ امن مہم کے زیر تحت دستخطی مہم بھی شروع کی گئی، اس Door to Door دستخطی مہم کے دوران تحصیلی اور ضلعی سطح پر ضربِ امن ریلیز، ضربِ امن سیمینارز اور کانفرنسز کا اہتمام کیا گیا جن میں بڑے بڑے بینرز پر شرکاء سے دستخط لئے گئے۔ ان بینرز کو آئندہ عالمی سطح پر پیش کیا جائے گا۔ منہاج القرآن یوتھ لیگ کے ڈویژنل وضلعی کوآرڈینیٹرز، ضلعی و تحصیلی صدور اور جملہ عہدیداران ضربِ امن مہم کو کامیاب بنانے میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔

☆ ضربِ امن مہم کے دوران شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی طرف سے تیار کردہ ''قرار دادِ امن'' اس مہم کا مرکزی

انتباہ! یہ بات مرکز کے نوٹس میں آئی ہے کہ تحریک منہاج القرآن کے تنظیمی اور ذیلی فورمز کے بعض عہدیدار اور کارکنان گوادر اور دیگر ہاؤسنگ سوسائیٹیز میں پلاٹوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کر رہے ہیں۔ یہ ان احباب کا ذاتی کاروبار ہے اور تحریک منہاج القرآن کا ان کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نیز مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت نہیں ہے۔ لہٰذا احباب اپنے لین دین/نفع نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے اور کسی کو بھی اس حوالے سے کسی بھی قسم کی کوئی شکایت مرکز میں لانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

نقطہ ہے۔ یہ قرار دادِ امن دہشت گردی اور انتہاء پسندانہ سوچ کے خاتمے کا باعث بنے گی اور اس کے ذریعے حضور نبی اکرم ﷺ کی عطا کردہ حقیقی تعلیماتِ امن، محبت اور رواداری کا فروغ ہوگا۔ضربِ امن کا ہتھیار ''قرار دادِ امن'' ہے، جس کا مقصد عالمی سطح پر ایسے پرامن معاشرے کا قیام ہے جو امن، محبت، رواداری اور بھائی چارے کا حسین مظہر ہو۔

ماہنامہ منہاج القرآن کے گزشتہ شماروں میں قارئین منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیر اہتمام ضربِ امن مہم اور قرار دادِ امن کے سلسلہ میں منعقدہ سرگرمیوں کے بارے میں گاہے بگاہے مطلع ہوتے رہے ہیں۔ یہ ضربِ امن مہم اپنے آخری مرحلے میں داخل ہوچکی ہے۔اس آخری مرحلے کی سرگرمیاں درج ذیل ہیں:

☆ گزشتہ ماہ مئی میں نوجوان نسل کو دہشتگردی اور انتہاپسندانہ سوچ سے بچانے اور اعتدال اور امن پسندی کی طرف راغب کرنے کے لیے منہاج القرآن یوتھ لیگ کے تحت پچھلے ایک سال سے جاری ملک گیر ضربِ امن مہم کے آخری مرحلے میں خیبر تا کراچی چھوٹے بڑے شہروں میں تقریباً 60 مقامات پر Say No To Terrorism کے عنوان سے کیمپس لگائے گئے۔ ان شہروں میں مانسہرہ، ایبٹ آباد، خان پور، ڈیرہ اسماعیل خان، اسلام آباد، راولپنڈی، جہلم، پنڈ دادنخان، میانوالی،عیسی خیل، پپلاں، واں بھچراں، گجرات، منڈی بہاؤ الدین، حافظ آباد، گکھڑ (گوجرانوالہ)، لاہور، فیصل آباد،قصور، سیالکوٹ، جڑانوالہ، لودھراں، رحیم یار خان، بہاولپور، جیکب آباد، سکھر، گھوٹکی، ڈھرکی، میر پور ماتھیلو، لاڑکانہ اور کراچی کے مختلف ٹاونز قابل ذکر ہیں۔

ان کیمپس میں مرکزی صدر منہاج القرآن یوتھ لیگ مظہر محمود علوی، سیکرٹری جنرل منصور قاسم اعوان، سینئر نائب صدر ملک وقار، نائب صدر عصمت علی، نائب صدر سیف اللہ بھنگر، صدر راولپنڈی ڈویژن چوہدری زین جٹ، صدر سرگودھا ڈویژن عرفان الحسن خان ایڈووکیٹ، صدر منڈی بہاؤالدین ڈاکٹر فیاض، صدر، صدر حافظ آباد یاسر عرفات وٹو، سیالکوٹ اشرف گجر، صدر کراچی فہیم خان، صدر لاہور حاجی فرخ خان، صدر فیصل آباد رانا ساجد، صدر بہاولپور ڈویژن افتخار فانی،صدر لودھراں ارشد علی مرزا نے خصوصی شرکت کی۔ دیگر صوبائی ذمہ داران کے علاوہ علاقائی سیاسی وسماجی شخصیات نے بھی شرکت کی۔ان کیمپس میں قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قرارداد امن پر دستخط لیے گئے۔ ہزاروں نوجوانوں نے دہشتگردی کے خلاف مہم میں منہاج القرآن یوتھ لیگ کی کاوشوں کو سراہا اور ساتھ مل کر کام کرنے کا اعادہ کیا۔ ۞۞۞

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم ندیم احمد اعوان (ڈپٹی ڈائریکٹر DFA) کے دادا جان، محترم حافظ عابد بشیر قادری (ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک ریلیشن) کی تایا زاد بہن (سرگودھا)، محترم محمد مصطفی (چونڈہ۔ سیالکوٹ) کی والدہ اور بہنوئی (گوجرانوالہ)، محترم حافظ سجاد احمد (نائب صدر ڈنمارک) کے والد، محترم سجاد احمد ساہی (سابق ناظم ممبر شپ۔ ڈنمارک) کے والد، محترم جاوید اقبال (ناظم لائبریری، یونان) کی اہلیہ، محترم میاں وحید (سابق امیر لاہور) کی خوش دامن (کینیڈا)، محترم فیض احمد سلہری (دیرینہ رفیق۔سعودی عرب) کے والد اور محترم چوہدری غلام عباس (لائف ممبر ساؤتھ کوریا) کے والد قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام

شیخ الحدیث حضرت

علامہ محمد معراج الاسلامؒ

تعزیتی ریفرنس کا انعقاد

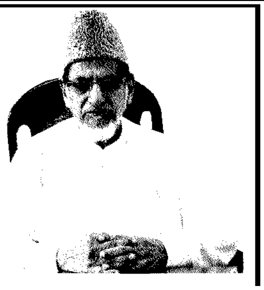

رپورٹ: طالب حسین سواگی

تحریک منہاج القرآن کے زیراہتمام مرکزی سیکرٹریٹ میں مورخہ 18 مئی 2017ء کو شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد معراج الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں تعزیتی ریفرنس منعقد ہوا۔ اس تعزیتی ریفرنس کی صدارت چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کی جبکہ حضرت شیخ الحدیث کے صاحبزادگان محترم مصباح الاسلام اور محترم وقار الاسلام مہمان خصوصی تھے۔ امیر تحریک منہاج القرآن محترم صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، محترم علامہ احسان الحق صدیقی پرنسپل محمدیہ غوثیہ، محترم مفتی عبد القیوم ہزاروی، محترم ڈاکٹر خان محمد ملک، محترم ڈاکٹر محمد اکرم رانا، محترم ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، اساتذہ شریعہ کالج، جملہ مرکزی قائدین تحریک، مشائخ و علماء، طلبہ اور عوام الناس کی اکثریت نے خصوصی شرکت کی۔ نقابت کے فرائض محترم علامہ فرحت حسین شاہ نے ادا کئے۔

تعزیتی ریفرنس میں درج ذیل مقررین اور مقالہ نگاران نے شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد معراج الاسلام کی علمی و فکری خدمات اور ان کی شخصیت کے مختلف گوشوں بارے اظہار خیال کیا:

۱۔ محترم ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی ۲۔ محترم علامہ محمد حسین آزاد الازہری (منہاج القرآن علماء کونسل)

۳۔ محترم محمد افضل قادری (FMRi) ۴۔ محترم ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی (وائس پرنسپل شریعہ کالج)

۵۔ محترم ڈاکٹر علی اکبر الازہری (یونیورسٹی آف لاہور) ۶۔ محترم مفتی عبد الطیف سیالوی (صدر ضیاء الامت فاؤنڈیشن)

۷۔ محترم علامہ پروفیسر محمد نواز ظفر (شریعہ کالج) ۸۔ محترم مفتی بدر الزمان قادری (پرنسپل جامعہ ہجویریہ)

۹۔ محترم مفتی محمد رمضان سیالوی (خطیب جامع مسجد داتا گنج بخشؒ) ۱۰۔ محترم پروفیسر محمد الیاس اعظمی (شریعہ کالج)

اس موقع پر مقررین و مقالہ نگاران نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ حضرت علامہ معراج الاسلام صاحبِ علم ہونے کے ساتھ ساتھ پیکر عمل بھی تھے۔ انہوں نے ساری زندگی قرآن و حدیث کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ نفاست، لطافت انکا طرہ امتیاز تھی اور اپنے شاگردوں سے خاص شفقت کرتے تھے۔ آپ علم و عمل کے بحر بیکراں اور ناموس حدیث کے پاسبان تھے۔ انکی شخصیت بادہ توحید سے مست اور عشق رسول ﷺ سے سرشار تھی۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کے صاحبزادے محترم وقار الاسلام نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں نوجوان طلبہ کا جو قبلہ والد گرامی کی بیماری کے ایام میں باقاعدگی سے تیمارداری کرتے رہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی مجھے تنہائی محسوس نہ ہونے دی۔ قبلہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اکثر قبلہ والد گرامی کی بذریعہ فون تیمارداری کرتے رہے اور وفات پر خصوصی اظہار تعزیت کیا۔ میں اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہماری فیملی اصل آپ اور منہاج القرآن والے ہیں۔ قبلہ والد گرامی کی منہاج القرآن کے ساتھ وابستگی زندگی کی آخری سانس تک قائم رہی اور وہ اس پر باقاعدہ فخر کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

تعزیتی ریفرنس سے ٹیلی فونک خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ علم دوست

اور علم پرور شخصیات زمین پر اللہ کا خاص انعام ہوتی ہیں۔ حضرت علامہ معراج الاسلامؒ انہی شخصیات میں سے ایک تھے۔ وہ ایک درویش اور انتہائی نفیس انسان تھے، انہوں نے آخری سانس تک قرآن و حدیث کے علوم کو عام کیا۔ حضرت شیخ الحدیث کے اندر وہ خوبیاں تھیں جو آج کے زمانے میں بہت سی علمی شخصیات میں دکھائی نہیں دیتیں۔ ان میں صدق و اخلاص کمال درجہ کا تھا، ریاکاری نہ تھی، سراپا اخلاص تھے، ظاہر و باطن سچائی ہی سچائی تھی۔ سادگی تھی، کبھی عیش و آرام اور دنیا کی راحتوں کے طلبگار نہ ہوئے۔ انہوں نے قرون اولیٰ اور ہم سے پہلے جو دینی و روحانی شخصیات گزریں ان کو نمونہ بنا رکھا تھا۔ ان کے لباس کے ساتھ ساتھ میں نے ان کے اخلاق، عادات و طور اطوار کو بھی کبھی میلا نہ دیکھا۔ ان میں استغناء و بے نیازی تھی، زہد کے مالک تھے، دنیا کا حرص و لالچ ان میں نہ تھا۔ وہ حالتِ صبر میں ہوتے یا حالتِ شکر میں ہوتے۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیثؒ 27 سال کا عرصہ استقامت کے ساتھ تحریک اور جامعہ کے ساتھ منسلک رہے۔ اس مشن کے ساتھ ان کی محبت، یکسوئی، وفاداری اپنے کمال پر تھی۔ قیادت کے ساتھ وابستگی اور مشن کی حقانیت و صداقت پر یقین کمال درجہ پر تھا۔ مشن کی حقانیت پر ایک لحمہ بھی متزلزل نہ ہوئے۔ جس جذبہ کے ساتھ پہلے دن تشریف لائے تھے آخری لحمہ تک اس جذبہ کے ساتھ قائم رہے۔ تحریک کے ساتھ وارفتگی اور محبت کمال و عروج پر تھا۔ تحریک کی حقانیت پر ان کا اعتقاد تھا۔ استقامت میں یہ کمال کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ آپ تحریک کا عظیم اثاثہ تھے، ایسے لوگ طویل عرصہ بعد پیدا ہوتے ہیں اور ان کا خلا آسانی سے پر نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صدیقین، انبیاء، شہداء کی معیت نصیب فرمائے۔ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں شامل تھے۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الحدیث علامہ محمد معراج الاسلام کا شمار ایسے عرفاء میں ہوتا ہے جو قرآن و حدیث کی تعلیمات کے حسن کا اپنے اوپر اطلاق کرتے ہیں۔ علامہ معراج الاسلامؒ نے قرآن و حدیث کا علم نہ صرف پڑھا، پڑھایا بلکہ اس کو اپنی ذات اور شب و روز میں بھی ڈھالا۔ آپ پر جو نعمت اللہ تعالیٰ نے بصورتِ علم عطا کی آپ اس کے آئینہ دار بھی تھے۔ علماء کی زندگیاں کچھ اور ہوتی ہیں جبکہ عرفاء کی زندگیاں مختلف ہوتی ہیں، اس لئے کہ انہوں نے قرآن و سنت کو اپنے اوپر مزین بھی کیا ہوتا ہے اور حضرت شیخ الحدیث ان میں سے تھے۔ اللہ جب اپنے کسی بندے کو کسی نعمت سے نوازتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ وہ نعمت اس بندے پر جھلکتے ہوئے نظر بھی آئے اور وہ اس نعمت کا مصداق اور عکاس نظر آئے۔ علماء وہ ہوتے ہیں جو قرآن و حدیث کی تعلیمات کو اپنے اوپر طاری کر لیتے ہیں۔ پہلے علم کی مثال خود بنتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث بھی باعمل عالم تھے۔ علم سیکھا اور پھر اپنی ذات تک محدود نہ رکھا بلکہ اسے فروغ دیا۔ انہوں نے خدا کی عطا کردہ نعمت اپنے تک روکے نہ رکھی بلکہ آگے اس کو فروغ دیا۔ شیخ الحدیث، حضور ﷺ کی اس حدیث کے بھی مصداق تھے کہ جن لوگوں کو حضور ﷺ نے حدیث و سنت کی ترویج کے سبب اپنے خلفاء قرار دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ فرمان حضرت شیخ الحدیث کی شخصیت پر بھی پورا اترتا دکھائی دیتا ہے کہ تم میں سے کوئی اگر علم اٹھتا دیکھنا چاہتے ہے تو وہ دیکھ لے کہ باعمل علماء کا دنیا سے رخصت ہوجانا، علم کے اٹھنے کے مترادف ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کی صورت میں ہم سے بہت بڑا علم اٹھالیا گیا ہے۔ ان کی کمی ہم ہمیشہ محسوس کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ❁❁❁❁❁

خوشخبری

علم ومعرفت، تعلیم وتربیت اور جدید وقدیم علوم کے حسین امتزاج کے ساتھ
آپ کے شہر گجرات میں علم وفضل کی دنیا میں ایک خوبصورت اضافہ

جامعہ اسلامیہ قرآن کمپلیکس گجرات

داخلہ جاری ہے

ہاسٹل کی سہولت

برائے معلومات: صبح 8 بجے تا 2 بجے

میٹرک پاس طلبہ کیلئے 7 سالہ مکمل فری درس نظامی کی کلاسز کا اجراء

عصری تعلیم	دینی تعلیم	Professional+ Tech Edu
میٹرک پاس طلباء کیلئے 2 سال میں F.A	الشھادۃ الثانویۃ	Computer Software+ Hardware, Networking Basic Electric & Electronic Skill
B.A (2 سال)	الشھادۃ العالیۃ	LLB,DHMS
M.A (اسلامیات + عربی) (3 سال)	الشھادۃ العالمیۃ دورہ حدیث + دورہ تفسیر	

خصوصیات: ☆ پاکیزہ و پرامن ماحول ☆ جید اور ماہر اساتذہ
☆ اخلاقی وروحانی تربیت ☆ نعت وتقریر کی خصوصی کلاسز
☆ کمپیوٹر لیب سائنس لیبارٹری ☆ عربی اور انگلش زبان پر خصوصی توجہ
☆ متعدد شعبہ جات کی ورکشاپ کا اہتمام

پروفیسر مظہر حسین قادری (پرنسپل) فاضل منہاج یونیورسٹی لاہور
ریحان رشید (وائس پرنسپل) فاضل منہاج یونیورسٹی (ایم فل سکالر)

برائے رابطہ القرآن کمپلیکس اللہ لوک کالونی جی ٹی روڈ وقمر سیالوی روڈ گجرات
0300-9629566
0300-0506566

ADMISSION FALLS

اسلامیہ ڈگری کالج

F.Sc. F.A. ICS. I.Com.
B.A. M.A.
+ علوم شریعہ

منہاج ایجوکیشن بورڈ سے الحاق
برائے طالبات

القرآن کمپلیکس انٹرنیشنل
قرأت اکیڈمی گجرات

برائے طالبات
دوسالہ کورس
تجوید وقرأت
+ سبعہ عشرہ

دوسال میں ترجمہ تفسیر کی تکمیل
فاضل عربی کی کلاسز

Education Sensation Revolution

Laurel Home School

English Medium HIGHER SECONDARY For Boys & Girls
Affiliated with: Board of Intermediate & Secondary Education. Gujranwala.

تحفیظ القرآن انسٹیٹیوٹ

برائے طلبہ طالبات
2 سے 3 سال میں تکمیل حفظ القرآن

ہاسٹل کی محفوظ اور بہترین سہولت

چیف ایگزیکٹو
پروفیسر علامہ محمد مظہر حسین قادری
ایم اے اسلامیات - ایم اے عربی - ایم اے انگلش -
فاضل المنہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور -

پرنسپل
مسز گل فردوس
سابق لیکچرار منہاج گرلز کالج لاہور

Contact: Opp. Govt Science College, G.T. Road, Gujrat.
0300-9629566- 053-3531001-3514297. 0333-8408684

Minhaj Institute
of Qira'at & Tehfeez-ul-Quran

معہد المنہاج للقراءات وتحفیظ القرآن

داخلہ جاری ہے

حفظ القرآن اور سکول کی تعلیم ساتھ ساتھ

اہلیت برائے داخلہ 9th کلاس
- عمر 14 سال سے زائد نہ ہو
- حافظ قرآن
- مڈل پاس

اہلیت برائے داخلہ حفظ القرآن و سکول
- عمر 11 سال سے زائد نہ ہو
- ناظرہ قرآن پاک پڑھا ہونا
- پرائمری پاس

نمایاں خصوصیات
- تجوید و قراءت کی تعلیم
- انگلش میڈیم سلیبس P.T.B
- تجربہ کار اساتذہ کرام
- اخلاقی تربیت کا اہتمام
- ہاسٹل کی سہولت
- صاف ستھرا پرسکون تعلیمی ماحول
- ڈسپنسری کی سہولت
- مستحق اور محنتی طلبہ کو فیس میں رعایت

آغوش کمپلیکس شاہ جیلانی روڈ (بغداد ٹاؤن) ٹاؤن شپ لاہور

042-35110831,042-35116787
Ext: 106/160

Anybody who has internet and computer can learn with us.

Irfan-ul-Quran Course

Curriculum:

- Basic Tajweed and Qiraat (Science of Recitation) with Practical Exercise
- Quranic Translation Literally and Idiomatically
- Transliterations and Its Basic Rules
- Basic Arabic Grammars
- Ahadith-e-Nabvi (SAWW)
- Quranic Prayers

Female Tutors Available

eLearning
by Minhaj-ul-Quran International

For Details:

www.eQuranClass.com | elearning@minhaj.org

WhatsApp imo Ph #: +92-42-35162211 +92-321-6428511

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN LAHORE
JULY-2017
Regd CPL No.41

زیرسرپرستی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
زیرنگرانی ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

میٹرک اور ایف اے پاس طلبہ و طالبات کیلئے

داخلہ جاری ہے

پروگرامز

علوم شریعہ	علوم عصریہ	سپیشل کورسز
الشهادة الثانوية الشهادة العالية الشهادة العالمية	F.A, ICS,I.COM B.S Islamic Studies, Arabic **English with shariah (Specilization Islamic Banking & Finance)**	Computer Courses English, Arabic Language Islamic Training Course

M.Phil Islamic Studies, Arabic , **Islamic Banking**, Ph.D Islamic Studies, Arabic

نمایاں خصوصیات

- فارن کوالیفائیڈ فیکلٹی
- جدید وقدیم علوم کا حسین امتزاج
- اخلاقی وروحانی تربیت پر خصوصی توجہ
- سپورٹس کی بہترین سہولیات
- قرات، نعت، تقریر وتحریر پر خصوصی توجہ
- بہترین کمپیوٹر لیب ولائبریری
- پاکستان وبیرون ممالک تقرری کے مواقع
- ازہر یونیورسٹی (مصر) میں سکالرشپ کے مواقع

اعزازات

- لاہور بورڈ 2014ء میں پہلی پوزیشن
- F.A۔2013 آرٹس (لاہور بورڈ) میں تیسری پوزیشن
- پنجاب پبلک سروس کمیشن عریبک سیشن 2012ء پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن
- پنجاب پبلک سروس کمیشن سیشن 2011ء بہاولپور ڈویژن میں پہلی پوزیشن

کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز
365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
042-35166991,35171651
0321/314-4880009

منہاج کالج برائے خواتین
نزد ہمدرد چوک ٹاؤن شپ لاہور
042-35111013, 35116784

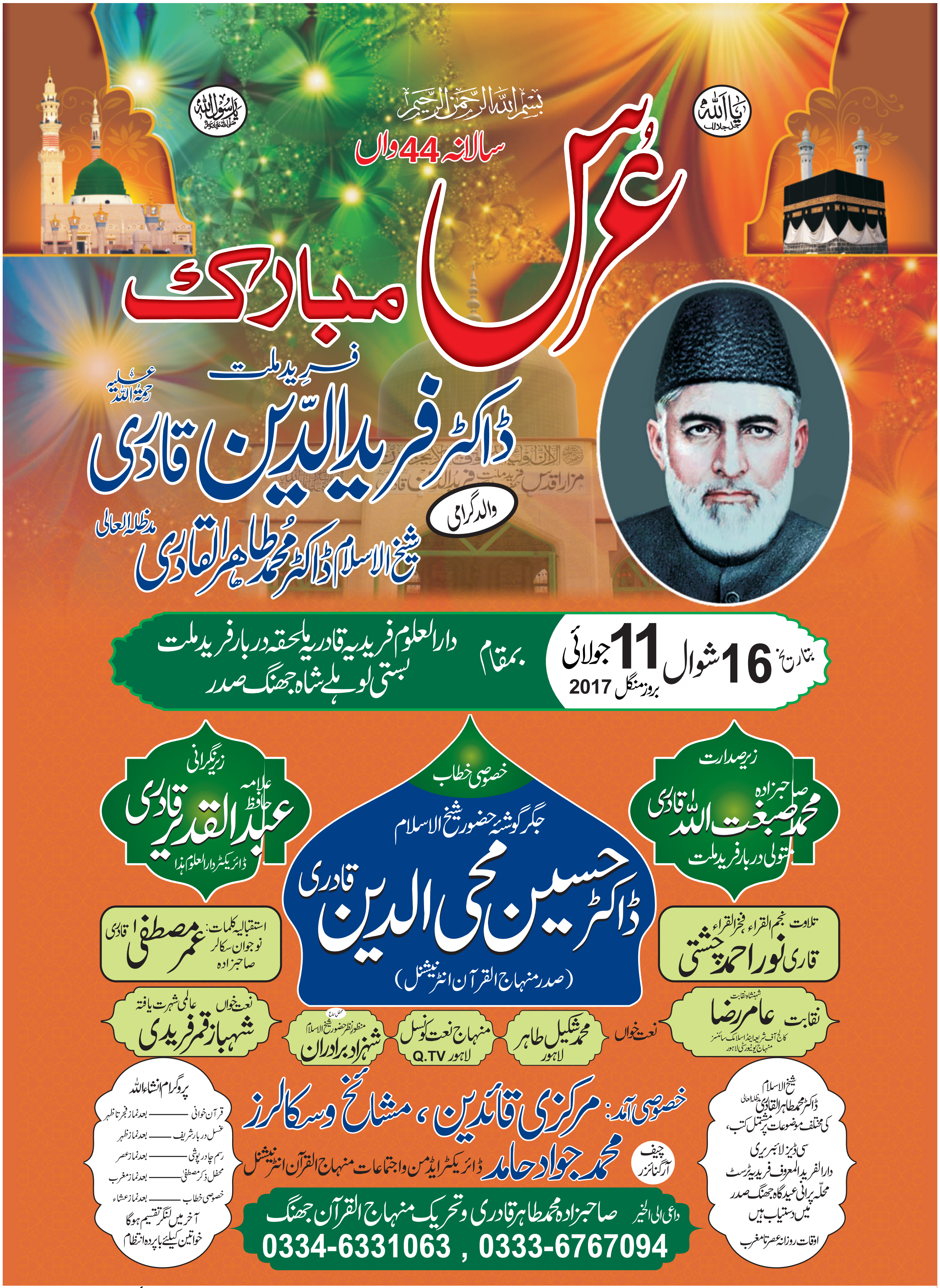

بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یا اللہ جل جلالہ
سالانہ 44 واں
عرس مبارک
فریدِ ملت
ڈاکٹر فریدالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ
والدِ گرامی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی
بتاریخ 16 شوال 11 جولائی بروز منگل 2017
بمقام
دارالعلوم فریدیہ قادریہ ملحقہ دربار فرید ملت
بستی لوہلے شاہ جھنگ صدر
زیرِ صدارت
صاحبزادہ محمد صبغت اللہ قادری
متولی دربار فرید ملت
خصوصی خطاب
جگر گوشہ حضور شیخ الاسلام
ڈاکٹر حسین محی الدین قادری
(صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل)
زیرِ نگرانی
علامہ حافظ عبدالقدیر قادری
ڈائریکٹر دارالعلوم ہذا
تلاوت نجم القراء فخر القراء
قاری نور احمد چشتی
استقبالیہ کلمات: نوجوان سکالر صاحبزادہ
عمر مصطفیٰ قادری
نقابت شہنشاہ نقابت
عامر رضا
کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز منہاج یونیورسٹی لاہور
نعت خواں
محمد شکیل طاہر
لاہور
منہاج نعت کونسل
لاہور Q.TV
محفل سماع
منظورِ نظر حضور شیخ الاسلام
شہزاد برادران
نعت خواں عالمی شہرت یافتہ
شہباز قمر فریدی
پروگرام انشاء اللہ
قرآن خوانی ——— بعد نماز فجر تا ظہر
غسل دربار شریف ——— بعد نماز ظہر
رسم چادر پوشی ——— بعد نماز عصر
محفل ذکر مصطفیٰ ——— بعد نماز مغرب
خصوصی خطاب ——— بعد نماز عشاء
آخر میں لنگر تقسیم ہوگا
خواتین کیلئے باپردہ انتظام
خصوصی آمد: مرکزی قائدین، مشائخ وسکالرز
چیف آرگنائزر
محمد جواد حامد
ڈائریکٹر ایڈمن واجتماعات منہاج القرآن انٹرنیشنل
شیخ الاسلام
ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی
کی مختلف موضوعات پر مشتمل کتب،
سی ڈیز لائبریری
دارالفرید المعروف فریدیہ ٹرسٹ
محلہ پرانی عیدگاہ جھنگ صدر
میں دستیاب ہیں
اوقات روزانہ عصر تا مغرب
داعی الی الخیر صاحبزادہ محمد طاہر قادری وتحریک منہاج القرآن جھنگ
0334-6331063 , 0333-6767094